عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۴۱ | ۲۸ جمادی الاول تا ۴ جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۱

سال نو کا جشن یا عمر رفتہ کا محاسبہ

اسلام میں رسول ﷺ کا تصوّر

مولانا اللہ وسایا صاحب کا دورۂ سرگودھا

دست قدرت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

طلاق دینے کا صحیح طریقہ

س:......طلاق دینے کا صحیح طریقہ اسلام میں کیا ہے؟ کیا تین طلاق دینا ہی ضروری ہے یا کوئی اور طریقہ بھی ہے؟

ج:......شدید ضرورت کے وقت طلاق دی جاسکتی ہے، جب کسی طور پر بھی نباہ کی صورت نہ ہو اور طلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو پاکی کے ایام میں جب کہ شوہر اس سے ہمبستر نہ ہوا ہو..... ایک طلاق دے دے، اس کے بعد اس سے رجوع نہ کرے، یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے، جیسے ہی عورت کی عدت پوری ہوگی تو وہ نکاح سے آزاد ہوجائے گی اور دوسری جگہ نکاح کرسکے گی اور اگر اسی شوہر سے صلح ہوجائے تو اس سے بھی نکاح کرسکتی ہے۔ اس صورت میں نکاح کے بعد شوہر کو صرف دو طلاق کا حق باقی ہوگا اور اگر یہ دو طلاق بھی دے دے گا تو یہ طلاق مغلظہ ہوجائے گی اور اس کے بعد بیوی شوہر کے لئے حرام ہوجائے گی اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آسکے گی۔ اس لئے ایک ساتھ تین طلاق دینا صحیح نہیں اور غصہ میں آدمی تین طلاق دے بیٹھتا ہے جب غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ اب بیوی سے علیحدگی ہو جائے گی بچے جائیں گے، اب میرا کیا ہوگا؟ اب وہ حیلہ بہانا ڈھونڈنا شروع کرتا ہے کہ کسی طریقہ سے یہ طلاق واقع نہ ہو اور بیوی ہاتھ سے نہ جائے، اس لئے وہ ادھر ادھر چکر لگانا شروع کرتا ہے کہ کوئی مولوی اسے فتویٰ دے دے کہ تین طلاق ایک ہی ہوتی ہے اور ایسے لوگ ڈھونڈنے میں وہ کامیاب بھی ہو جاتا ہے مگر حقیقت میں وہ خود گمراہ ہو جاتا ہے اور ساری عمر بدکاری اور زنا کاری کے ساتھ گزارنے پر تیار ہوجاتا ہے۔ قرآن وسنت، ائمہ اربعہ، چودہ سوسال کے علماء و صلحاء کرام کے مطابق تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، خواہ ایک مجلس میں ہوں یا ایک لفظ سے ہوں، اس لئے تین طلاق ایک ساتھ دینے سے پرہیز کریں تا کہ گناہ سے اور آئندہ کے لئے مشکل سے بچا جاسکے۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کیسے کی جائے؟

س:...... بالغ ہونے کے بعد سے میں نے نماز پابندی سے نہیں پڑھی، کبھی دو پڑھیں، کبھی تین پڑھیں اور کبھی پانچوں پڑھیں اور یہ عرصہ تقریباً دس سال تک کا ہے، اس کے بعد میں نے پابندی کرنا شروع کردی۔ اب سوال یہ ہے کہ میں فوت شدہ نمازوں کا حساب کس طرح کروں؟ مجھے تو کوئی اندازہ نہیں ہے کہ کون سی اور کتنی پڑھی تھیں؟

ج:......دس سال تک ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھنا شروع کر دیں اور اگر موقع ملے تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور اس کا حساب رکھیں، جب آپ کی قضا نمازیں پوری ہوجائیں گی تو زیادہ پڑھی ہوئی نفل بن جائیں گی۔ ہر نماز پڑھتے وقت نیت یہ کریں کہ میرے ذمہ جو نمازیں قضا ہیں ان میں سے پہلی فجر یا ظہر کی نماز ادا کررہا ہوں۔ اسی طرح ہر نماز میں نیت کرلیا کریں۔

سجدے کی تکبیر کہنا بھول جائے تو؟

س:......اگر نماز پڑھنے والا رکوع کرتے وقت یا سجدے میں جاتے وقت رکوع اور سجدے کی تکبیر کہنا بھول جائے تو کیا سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا؟

ج:......سجدہ سہو نماز کے واجبات چھوڑنے سے واجب ہوتا ہے اور رکوع وسجود کی تسبیحات اور تکبیرات واجب نہیں سنت ہیں، اس لئے اگر کوئی انہیں ادا کرنا بول جائے تو سجدہ سہو ادا کرنا ضروری نہیں ہوگا۔ ہاں جان بوجھ کر چھوڑنا بُرا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۴۱ ۲۸؍جمادی الاول تا۴؍جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۷؍جنوری ۲۰۲۲ء شمارہ:۱

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

مجلس کی رکنیت سازی میں بھرپور حصہ لیجئے!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام میں رسول کا تصور	۱۰	حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ
حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ... حیات وخدمات	۱۱	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
''فضائل اعمال'' پر اعتراضات کا علمی جائزہ	۱۳	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
دستِ قدرت	۱۵	پروفیسر محمد عبداللہ بھٹی
جاں نثار صحابی حضرت ابوسلمہؓ	۱۷	مولانا حافظ محمد عمر نظام آبادی
سالِ نو کا جشن یا عمر رفتہ کا محاسبہ	۱۹	عاصم طاہر اعظمی
علاماتِ قیامت اور امام مہدیؓ کا ظہور	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۵	" " " "
مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا دورہ سرگودھا	۲۷	مولانا مفتی محمد امتیاز

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ڈالر
فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی: ۳۵۰روپے، سالانہ: ۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سازی مہم میں بھرپور حصہ لیجیے

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

برصغیر پاک و ہند سے انگریز سامراج بظاہر تو چلا گیا، لیکن جاتے جاتے اپنی باقیات میں سے خودکاشتہ پودا ’’قادیانیت‘‘ کو اسلامیانِ وطن کے ایمان کی فصل کو تباہ کرنے کے لئے لگا گیا۔ قادیانیت ایک ناسور کی طرح اسلام اور مسلمانوں کے جسم میں اپنا زہر پھیلا رہی تھی، چونکہ قادیانیت کی زہرنا کی کو برقرار رکھنا انگریز سامراج کے اقتدار کو استحکام بخشنے کے لئے ضروری تھا، اس لئے انگریز نے اس فتنے کی جڑ کو سوکھنے نہ دیا بلکہ انگریز سامراج کی آشیرباد سے یہ خودکاشتہ پودا تناور درخت بننے لگا، مگر قدرتِ حق نے اس زہر کے تریاق کے لئے علمائے امت کو ذریعہ کے طور پر کھڑا کر دیا۔ چنانچہ علمائے کرام نے اپنے فتاویٰ، وعظ و بیان، تقریر و تحریر، جلسوں میں خطابت اور کتابوں میں علمی دلائل و براہین کی روشنی میں قادیانیت کا کفر طشت ازبام کر کے رکھ دیا۔ ایسے موقع پر ضروری تھا کہ اس ایمان کش فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے اہلِ اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے۔ اس مقصد کو مدِنظر رکھتے ہوئے مجلس احرار اسلام نے اپنی جماعت کے مقاصد میں ’’تحفظ ختم نبوت‘‘ کو بھی شامل کیا اور اس کے لئے باقاعدہ ’’شعبۂ تبلیغ‘‘ قائم کیا گیا، جس کے تحت پہلے مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ قادیان میں مبلغ بنا کر بھیجے گئے اور یوں قادیانیت کے تعاقب کی جماعتی سطح پر داغ بیل ڈال دی گئی۔

۱۹۴۷ء میں آزاد اسلامی مملکت ’’پاکستان‘‘ کا قیام عمل میں آیا تو یہ فتنہ قادیان سے اٹھ کر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ پاکستان میں آبسا اور دریائے چناب کے کنارے زمین کا ایک ٹکڑا پنجاب کے انگریز گورنر سے کوڑیوں کے مول حاصل کر کے ریاست کے اندر ریاست بنام ربوہ قائم کر لی، جہاں قادیانی گروہ کا سربراہ مرزا محمود پورے ملک پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کے خواب دیکھنے لگا۔ بدقسمتی سے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان سکہ بند اور متعصب قادیانی تھا، اس کے ذریعہ قادیانیوں کو اپنی منزل نامراد اور قریب نظر آنے لگی تھی۔ ایسے موقع پر ایک مرتبہ پھر علماء کرام نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا اور قیامِ پاکستان کے صرف دو سال بعد جنوری ۱۹۴۹ء میں ملتان کی ایک مسجد سراجاں میں ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے نام سے غیر سیاسی تبلیغی و اصلاحی جماعت کی بنیاد رکھی گئی، جس کا مقصد ’’عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ‘‘ قرار پایا۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ لکھتے ہیں: ’’امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء قادیانیوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھے، چنانچہ جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ’’مسجدِ سراجاں‘‘ میں ۱۹۴۹ء میں ایک مجلس مشاورت ہوئی، جس میں امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، مولانا تاج

محمود لائل پوریؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ شریک ہوئے۔ غور وفکر کے بعد ایک غیر سیاسی، تبلیغی تنظیم ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا ابتدائی میزانیہ ایک روپیہ یومیہ تجویز کیا گیا۔ چنانچہ صدر المبلغین کی حیثیت سے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ جو قادیان میں شعبۂ تبلیغ احرارِ اسلام کے صدر تھے، کو ملتان طلب کیا گیا، ان دنوں مسجد سراجاں ملتان کا چھوٹا سا حجرہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر تھا۔ وہی دار المبلغین تھا، وہی دار الاقامہ تھا، وہی مشاورت گاہ تھی اور وہی چھوٹی سی مسجد اس عالمی تحریک ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کا ابتدائی کنٹرول آفس تھا۔“

(تحفۂ قادیانیت، ج:۱، ص:۱۸۴، طبع:۲۰۱۰ء)

پہلے پاکستانی وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی اور قادیانی سربراہ مرزا محمود نے وطن عزیز کو قادیانی گڑھ بنانے کے منصوبے پر تیزی سے کام شروع کر رکھا تھا، جس کے ہولناک نتائج پاکستان کے اسلامی مستقبل کو تاراج کرتے نظر آ رہے تھے، سرکاری عہدوں اور کلیدی مناصب پر قادیانی اور قادیانی نواز افسران کی ترقی روبہ عمل تھی، مسلمان نوجوانوں کے حق ملازمت کو قادیانی مال مفت سمجھ کر ہضم کیے جا رہے تھے، ایسے میں ضروری ہو چلا تھا کہ قادیانیت کے منہ زور گھوڑے کو لگام دی جائے، چنانچہ ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں نے حکومت وقت سے تین مطالبات کیے کہ قادیانی وزیر خارجہ کو ہٹایا جائے، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے اور سرکاری وکلیدی مناصب سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے، مگر حکومتِ پاکستان نے ان مطالبات کو سنجیدگی سے لینے کی بجائے ٹال مٹول کرنا شروع کر دیا۔ مطالبات میں تیزی آئی تو جلسے جلوسوں کا سلسلہ شروع ہوا اور یہ تحریک کی شکل اختیار کر گیا، لیکن سرکاری اربابِ حل و عقد نے مسئلے کے حل کی جانب جانے کی بجائے طاقت کا استعمال کیا اور ظلم و جبر، قہر وتشدد، گرفتاریوں اور پکڑ دھکڑ سے اس تحریک کو دبا دینے کی کوشش کی۔ یہ تحریک مجلس احرارِ اسلام کے پلیٹ فارم سے چلائی گئی تھی۔ تحریک کے بعد امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ستمبر ۱۹۵۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کو فعال کر کے فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کا عمل جاری رکھا۔ امیر شریعتؒ کی رحلت کے بعد یکے بعد دیگرے خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ اور فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رہے۔ ۱۹۷۴ء میں دوسری اور فیصلہ کن تحریک ختم نبوت کی قیادت محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ کے ہاتھ میں تھی، جن کی قیادت باسعادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آئین پاکستان میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ بعد ازاں ۱۹۸۴ء میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی سرکردگی میں تیسری تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں قادیانیوں پر شعائرِ اسلام استعمال کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔

فتنۂ قادیانیت ہندوستان و پاکستان میں شکست سے دوچار ہونے کے بعد برطانیہ جا بسا تو علمائے امت نے لندن میں دفتر ختم نبوت قائم کر کے وہاں بھی اس فتنے کی سرکوبی کی، نیز فرانس وجرمنی، امریکا وافریقا اور یورپ، سعودیہ، متحدہ عرب امارات، انڈونیشیا اور دیگر ممالک عربیہ واسلامیہ میں بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پیام پہنچا کر اس جماعت کو عالمی سطح کی جماعت بنا دیا، بلکہ جذبہ تو یہ تھا اور اب بھی ہے جو حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے الفاظ سے جھلکتا ہے: ”آج کل امریکا چاند پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے، اگر کسی وقت چاند پر انسان آباد ہوں اور اگر زمین سے کوئی انسانی قافلہ چاند پر منتقل ہوا تو جو سیارہ انسانی آبادی کے سب سے پہلے قافلے کو لے کر جائے گا، اس میں ان شاء اللہ! ہماری کوشش ہوگی کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا نمائندہ بھی ہو۔“

(تحفۂ قادیانیت، ج:۱، ص:۲۰۵، طباعت:۲۰۱۰ء)

اسی اخلاص نیت، بلند ہمتی، اولوالعزمی، کمال حوصلے اور دور اندیش سوچ نے اس جماعت کو پوری دنیا بالخصوص پاکستان میں تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی ایک مثال لازوال، نمایاں اور بڑی جماعت بنا دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے قیام سے اب تک جس محاذ پر بھی ختم نبوت کی جنگ

لڑی، وہاں فتح یاب ہی ہوئی ہے اور اس کارواں کے بڑھتے قدم کبھی پیچھے نہیں ہٹ سکے۔ پورے ملک میں مبلغین ختم نبوت، قادیانیت کے تعاقب میں مصروف عمل ہیں۔ دیہاتوں اور گوٹھوں سے ترقی یافتہ شہروں تک جلسوں، سیمینارز اور کانفرنسوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ تردید قادیانیت کے لئے سیکڑوں کی تعداد میں مفت لٹریچر، رسائل وجرائد اور ضخیم کتابوں کی اشاعت وترسیل ہورہی ہے۔ وکیلوں، ڈاکٹروں، انجینئروں، فلاسفر ودانش وروں، علماء کرام وعزیز طلبہ، مدارس ومساجد، خانقاہ، ادارے وتنظیمات، غرض یہ کہ کون سا میدان ہے جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ یقینی نہیں بنایا۔ بالخصوص سرکاری اداروں اور مقتدر حلقوں، جہاں عالمی دباؤ پر ختم نبوت اور ناموس رسالت کے قوانین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ ہر تھوڑے عرصے بعد شروع ہو جاتا ہے، وہاں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارپردازان پہنچے ہیں اور اپنا فریضہ ادا کیا۔

اس تمام تر محنت میں بنیادی کردار عوام کا ہوتا ہے، جتنا زیادہ عوام کسی تحریک یا جماعت کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں اتنا ہی زیادہ اس جماعت کی کامیابی وکامرانی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں، چنانچہ اسی غرض سے ہر تین سال بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت رکنیت سازی کا مرحلہ انعقاد پذیر ہوتا ہے، جس کا مقصد زیادہ سے زیادہ تعداد میں عوام کو جوڑ کر اس مقصد وبابرکت کام میں ان کا حصہ شامل کرنا ہوتا ہے۔ یہ جماعت روز اول سے اکابر علماء کرام اور اہل اللہ کی سرپرستی ونگرانی میں کام کررہی ہے، یوں اس جماعت سے وابستہ لوگ بھی اہل اللہ کی دعاؤں کا محور ومرکز بن جاتے ہیں، پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اکیلے کام کرنے والا اپنے نفس کا محتاج ہو جاتا ہے، جب کہ جماعت کے ماتحت کام کرنے سے قدم قدم پر اپنے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔ جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد بھی ہوتی ہے، ارشاد نبوی ہے: ''ید اللہ علی الجماعۃ'' اس لیے خود کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ وابستہ کرنے کے لئے رکنیت سازی کا یہ مرحلہ بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سہ سالہ رکنیت سازی کا مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔ یہ جماعت اپنے قیام کے بہتر (۷۲) سال مکمل کررہی ہے اور اپنے کاز پر روز اول کی طرح مضبوط ومستحکم ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سازی کے موقع پر پرانے کارکنان کی یاددہانی اور نئے کارکنان کی اطلاع کے لئے ہم اس جماعت کے اغراض ومقاصد اور دعوت وداعیہ واضح کردینا چاہتے ہیں۔ ہمارے حضرت شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''خدام مجلس کی دعوت وداعیہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق وعقیدت ہے، اسے لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔'' (تحفہ قادیانیت، ج:۱، ص:۲۳۸، طبع:۲۰۱۰ء)

حضرت شہید اسلامؒ مزید تحریر فرماتے ہیں: ''مجلس تحفظ ختم نبوت کا موضوع یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا، اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا، وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت سے وابستہ ہیں، انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، مسلمانوں میں دینی وملی احساس بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا۔''

(تحفہ قادیانیت، ج:۱، ص:۲۴۰، طبع:۲۰۱۰ء)

ختم نبوت کا کام دراصل اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کرنا ہے۔ اس کام کو مربوط شکل میں پیش کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جماعت تشکیل دی گئی ہے۔ یہ جماعت عام جماعتوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ ہر مسلمان اپنی اپنی مصروفیات کے ساتھ بھی ختم نبوت کا کام کرسکتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سازی حاصل کرنے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کا مکمل نقشہ اور طریقہ کار آپ کے سامنے آجائے گا اور آپ اپنی سہولت کے مطابق کسی بھی سرگرمی میں حصہ لے سکیں گے۔ اس کے لئے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ اپنے مقامی مبلغ یا ذمہ دار سے رابطہ رکھئے تاکہ آپ کی درست رہنمائی ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ختم نبوت کی خدمت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شفاعت نبوی سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام میں رسول کا تصور!

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

اسلام میں خدا کے تصور کی طرح رسول کا تصور بھی تمام مذاہب سے جداگانہ اور بالا تصور ہے، یہاں انسان کامل کی آخری سرحد اور لاہوت و جبروت کے ابتدائی تصور میں کوئی نقطہ مشترک نہیں نکلتا، ایک انسان اپنی فطری اور وہبی استعداد کا کمال بالفعل حاصل کرلینے کے بعد بھی الوہیت کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ تصور کے قابل بھی نہیں ہوسکتا۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کا تصور اتنا بلند ہے کہ وہ حلول واتحاد ولادت وقرابت اور اس طرح کی تمام نسبتوں میں سے کسی نسبت کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اس معنی سے اس کو احد وصمد کہا جاتا ہے:

دور بینانِ بارگاہِ الست
بیش ازیں پے نہ بردہ اند کہ ہست

رسول واوتار و بروز:

اس لئے اسلام میں رسول نہ خدا کا اوتار ہوسکتا ہے کہ خدائی اس میں حلول کرسکے اور نہ خدا ہوسکتا ہے کہ ہیکل انسانی میں جلوہ نما ہو۔ رسول کے متعلق خدائی کا تصور عیسائیت کا راستہ ہے اور خدا کے متعلق یہ عقیدہ کہ وہ رسول کی صورت میں بروز کرتا ہے براہمہ کا عقیدہ ہے۔ اسلام کی تعلیم ان دونوں سے علیحدہ ہے بلکہ یہ دونوں تصور اسلام میں بے مصداق ناممکن اور محال ہیں، عام حیوانات کو دیکھئے قدرت نے ان میں سے ہر ہر نوع کی جدا جدا خصوصیات اور صورتیں بنائی ہیں اور اس طرح ہر نوع کے درمیان ایک ایسا خطِ فاصل کھینچ دیا ہے کہ ہزار ترقی کرنے کے بعد بھی ایک نوع دوسری نوع کی سرحد میں قدم نہیں رکھ سکتی بلکہ ہر نوع اپنے ان ہی قدرتی حدود کے درمیان گردش کرتی رہتی ہے اور اسی حد بندی سے اس عالم کا نظام قائم رہتا ہے۔

”نہ سورج چاند کو پکڑ سکتا ہے اور نہ رات، دن سے آگے بڑھ سکتی ہے، ہر چیز چکر میں پڑی گردش کھا رہی ہے۔“

(یٰسین، پارہ:۲۳)

جب مخلوقات کے دائرہ کی یہ سرحدیں اتنی مضبوط ہیں تو خالق کے متعلق یہ گمان کرنا کہ کوئی انسان اپنے دائرہ سے ترقی کرکے اس کی سرحد میں قدم رکھ سکتا ہے، سفیہانہ خوش عقیدگی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ اگر تھوڑی دیر کے لئے فلسفۂ ارتقاء (Evolution) تسلیم بھی کرلیا جائے، تب بھی مخلوقات کے کسی کڑی کا عالم قدس سے کوئی اتصال ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے رسول کا تصور اسلام میں بلا کسی ادنیٰ شائبہ تنقیص کے یہ ہے کہ وہ ایک انسان کامل ہوتا ہے اور اپنی تمام عظمتوں اور مراتبِ قرب کے باوجود الوہیت کے تصور سے یکسر خالی ہوتا ہے۔

انسانیت رسول کا ایک کمال ہے:

رسول ایک انسان ہوتا ہے اور عام انسانوں پر اس کی برتری سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور اس کا پیغمبر ہے، اس کی جانب سے منصبِ اصلاح پر کھڑا کیا گیا ہے اور اس لئے اس کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک انسان ہو.... کیونکہ اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں، احساس کی بھی ضرورت ہے جو غم نہیں کھاسکتا وہ ایک غمزدہ کی پوری تسلی بھی نہیں کرسکتا، جو بھوک سے آزاد ہے وہ ایک بھوکے کے ساتھ صحیح دلسوزی بھی کرنا نہیں جانتا اور جو فطرتِ انسانی کی کمزوریوں سے آشنا نہیں وہ ان کمزوریوں پر اغماض بھی نہیں کرسکتا۔ اس لئے قرآن کریم نے جا بجا بعثت کے ساتھ رسول کا انسان ہونا ایک مستقل انعام قرار دیا ہے:

”لقد من اللّٰہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم۔“

یہاں امتنان واحسان کے موقع میں منجملہ اور باتوں کے تین امور کو بالخصوص نمایاں کیا گیا ہے۔ بعثت رسول پھر اس انعام کے لئے سرزمین عرب کا انتخاب اور سب سے بڑھ کر اس رسول کا انسان ہونا۔ حضرت خلیلؑ نے جب بنی اسماعیلؑ میں ایک نبی کے لئے دعا فرمائی تو انہوں نے بھی اس اہم نکتہ کو فراموش نہیں کیا اور اپنی دعا میں فرمایا:

”اے ہمارے رب! ان میں رسول بھیج جو انہیں میں سے ہو۔“ (البقرہ، پ:۲)

پھر جب اس دعاء مستجاب کے ظہور کا وقت آیا تو دعا خلیلؑ میں لفظ ’’منھم‘‘ استجابت کو مزید تاکید کے ساتھ لفظ ’’من انفسھم‘‘ سے ذکر کیا گیا ہے:

’’لقد من اللّٰہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسول من انفسھم۔‘‘

(البقرہ)

یعنی اس رسول کو انسانوں میں تو بھیجا ہی تھا مگر ان میں سے بھی جس سے انہیں قریب سے قریب تر علاقہ ہوسکتا تھا ان میں سے بھیجا ہے۔ انسانوں میں عرب، عربوں میں قریشی اور قریش میں ہاشمی بنایا مگر ان میں چند در چند خصوصیات کے باوجود پھر انسان ہی رہا، یہی وہ عقیدہ تھا جو ابتدا میں اولاد آدم کو بنیادی طور پر بتادیا گیا تھا:

’’اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تم ہی میں کے رسول آئیں جو تمہارے سامنے ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں تو جو تقویٰ کی راہ اختیار کرے اور نیک رہے تو ان پر نہ کوئی خوف وہراس اور نہ کوئی غم۔‘‘

(الاعراف، پ:۸)

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کی ابتدا میں جن باتوں کی اولادِ آدم کو بنیادی طور پر تعلیم دی گئی تھی ان میں ایک بعثت رسول، دوم رسولوں کے انسان ہونے کا عقیدہ تھا، اسی عقیدہ کے مطابق دنیا میں خدا کے بہت سے رسول آئے جن کی صحیح تعداد خدا ہی کو معلوم ہے مگر قرآن سے جس قدر اجمالاً معلوم ہوسکا ہے یہ ہے کہ سب سے پہلے منصبِ نبوت کے لئے دو انسان منتخب ہوئے تھے پھر افراد و اشخاص کی بجائے خاندانوں کا انتخاب کیا گیا۔ اس کے بعد جب خاندانوں نے انحراف اور کفرانِ نعمت شروع کیا تو بنی اسماعیل کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس درمیان میں دنیا کی مقرر عمر آخر ہونے لگی ادھر رسولوں کی مقرر تعداد بھی پوری ہوگئی، اس لئے آخری رسول کو بھیج کر اس سلسلہ کو ختم کردیا گیا اور بساطِ عالم لپیٹنے کا اعلان کردیا گیا:

’’اللّٰہ تعالیٰ نے پسند کیا آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام کو اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو تمام جہان پر جو ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔‘‘

(البقرہ، پ:۳)

اس تمام سلسلہ میں جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوجاتا ہے کوئی رسول ایسا نہ تھا جو انسان نہ ہو، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ نصاریٰ کی نظروں میں کچھ مشتبہ تھا، اسی کو ’’ذریۃ بعضھا من بعض‘‘ کہہ کر صاف کردیا گیا، جب وہ بھی انسانوں ہی کی اولاد تھے تو یقیناً ان کو انسان ہونا چاہئے۔

علاوہ اس کے کہ رسول اگر انسان نہ ہوں تو وہ انسانوں کی پوری اصلاح نہیں کرسکتے تھے نسل انسانی پر بھی ایک بدنما داغ ہوتا کہ اشرف الخلوقات کا مصلح و مربی کسی اور نوع میں پیدا کیا جائے۔ اس لئے خود رسول اور نوع انسانی کا شرف وکمال یہی تھا کہ رسول انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا۔

لفظ رسول کی تشریح:

رسول کا صحیح مقام سمجھنے کے لئے خود لفظِ رسول سے زیادہ صحیح اور آسان کوئی اور لفظ نہیں ہے۔ اس لفظ سے محبت وعظمت کے وہ تمام تقاضے بھی پورے ہوجاتے ہیں جو ایک کامل سے کامل انسان کے لئے فطرتِ انسانی میں موجزن ہوتے ہیں اور عبد ومعبود کی وہ ساری حدود بھی محفوظ رہتی ہیں جو کفر و ایمان کے درمیان خطِ فاصل ہوسکتی ہیں۔ اسی لئے خدائے تعالیٰ کے سب رسولوں نے اپنا تعارف اسی لفظ رسول کے ذریعہ پیش کیا اور آخر میں قرآن کریم نے سب سے افضل اور برتر رسول کا تعارف بھی جس لفظ میں پیش کیا (وہ یہی رسول ہے):

۱:... محمد رسول اللّٰہ:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے پیغمبر ہیں۔

۲:... وما محمد الّا رسول: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبر ہونے کے سوا الوہیت کا شائبہ نہیں رکھتے۔

معلوم ہوا کہ یہ کلمہ ایسا پُرعظمت کلمہ ہے نبی الانبیاء کے تعارف کے لئے بھی اس سے زیادہ موزوں کوئی اور کلمہ نہیں ہے صوفیا نے بڑے بڑے مجاہدات کے بعد یہاں کچھ خوشنما کلمات استعمال کئے ہیں۔ وجود کا نقطۂ اول، حقیقۃ الحقائق، برزخیۃ الکبریٰ، مگر انصاف یہ ہے کہ ان سب کلمات کے تکرار سے کچھ غلط فہمیاں تو پیدا ہوگئیں لیکن آپ کا صحیح مقام پھر بھی اتنا دریافت نہ ہوسکا جتنا کہ لفظ رسول سے، اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول کا لفظ ہر دور میں مشہور ومعروف تھا، اس کے لوازم سب کے ذہن نشین تھے، اس کے فرائض و خدمات سب کو معلوم تھے، اس کی شخصیت واحترام سے سب آشنا تھے اور یہ تو کسی ناسمجھ سے ناسمجھ انسان پر بھی پوشیدہ نہ تھا کہ بادشاہ اور اس کے رسول کے درمیان نوازش وکرم کے سوا برابری اور مساوات کا کوئی شائبہ نہیں ہوتا، اس لئے جب کوئی

رسول دنیا میں آتا تو یہی کہہ دیتا کہ میں احکم الحاکمین، ملک الملوک کا ایسا ہی ایک رسول ہوں جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں کے رسول ہوا کرتے ہیں، بس اسی ایک لفظ سے سامعین کے دلوں میں وہ ساری عظمتیں دوڑنے لگتیں، محبت و توقیر، اطاعت وحکم برداری کے وہ تمام جذبات اُمڈنے لگتے جو ایسے رسول کے لئے امنڈنا چاہئیں اور بیک وقت وہ تمام حدود بھی نظروں کے سامنے آجاتیں جو ایک بادشاہ اور اس کے رسول کے درمیان فاصل رہنی چاہئیں اس لئے محبت و اطاعت کے ان تمام جذبات کے ساتھ ان کا جوہر توحید بھی کفر وشرک کی گرد سے کبھی بے آب نہ ہوتا۔

رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے:

درحقیقت یہ مسئلہ ایک پیچیدہ مسئلہ تھا کہ ایک طرف اسلام کی نازک توحید خدا ہی کی اطاعت اور اسی کی محبت کا مطالبہ کرتی ہے اور دوسری طرف وہ اپنے سوا رسول کی محبت واطاعت کا حکم بھی دیتی ہے۔قرآن کریم نے بتایا کہ نسبتِ رسول کے بعد رسول کی ہستی درمیان میں صرف ایک واسطہ ہوتی ہے پھر اس کی اطاعت ومحبت خدا ہی کی محبت واطاعت ہوجاتی ہے، اسی لئے فرمایا:

ترجمہ:’’جو رسول کا کہنا مانے اس نے خدا ہی کا کہنا مانا۔‘‘

یعنی اصل حکم برداری تو خدا کی چاہئے، ظاہری سطح میں رسول کی اطاعت گو اس کے خلاف نظر آئے گی مگر حقیقت میں وہ خدا ہی کی حکم برداری ہوتی ہے بلکہ اس کی اطاعت ومحبت کے بغیر، خدا کی محبت واطاعت کا کوئی اور راستہ ہی نہیں اور اس طرح یہ اطاعت ومحبت کتنی ہی پھیلتی چلی جائے گی مگر اس کا اصل مرکز خدا تعالیٰ کی ذات پاک رہتی ہے۔

رسول ووکیل:

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوگیا کہ رسول خدا نہیں، اس کا اوتار و بروز نہیں اور اس کا بیٹا بھی نہیں، اب یہ سنئے کہ وہ اس کا وکیل و مختار بھی نہیں۔

عربی میں دوسرے کی خدمت سرانجام دینے کے لئے دو لفظ ہیں: (۱)رسول، (۲)وکیل۔ان دونوں کا تصرف دراصل دوسرے کے لئے ہوتا ہے، اپنے لئے نہیں ہوتا مگر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ وکیل کا تصرف بہ نسبت رسول کے زیادہ وسیع اور زیادہ قوی ہے۔ وکیل اپنے موکل کی طرف سے مختار ہوتا ہے جو چاہے بطور خود بھی کرسکتا ہے، اسی لئے خصومت وجواب دہی کا بھی اس کو حق حاصل ہوتا ہے رسول صرف اس امانت کے پہنچادینے کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اس کے سپرد کی گئی۔

مثلاً اگر ایک بادشاہ کسی شخص کو اپنا وکیل و مختار بنادے تو اس کو حق ہے کہ وہ موقع ومحل کے لحاظ سے جو مناسب سمجھے گفتگو کرلے بلکہ چاہے تو اس کے قوانین میں ترمیم وتنسیخ بھی کرڈالے مگر ایک پیغامبر کو اس کے سوا کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ جو پیغام اس کے ذریعہ بھیجا گیا ہے وہ بے کم و کاست اس کو پہنچادے، اس لحاظ سے وکیل کی حیثیت گو بلند ہے مگر بہ لحاظ ذمہ داری سخت بھی بہت ہے۔قرآن کریم نے بہت جگہ اس کا اعلان کیا ہے کہ جنہیں ہم بھیجیں گے وہ صرف ہمارے رسول ہوں گے نہ کہ وکیل، بظاہر اس کی وجہ یہ ہے کہ جب خدا خود ہی سب کا وکیل بن گیا ہے تو اب اس کا وکیل کوئی اور کیسے ہوسکتا ہے۔دوسرے یہ کہ کسی بڑے سے بڑے انسان میں اس کی طاقت نہیں کہ وہ اس ذمہ داری کا بار اٹھاسکے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے، پھر اس کی طرف سے وکالت کیسے متصور ہوسکتی ہے۔

۱:۔۔۔’’اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا وکیل و کارساز ہے۔‘‘ (پ:۷)

۲:۔۔۔’’آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا کی ملکیت ہے اور سب کے لئے خدا کی ذات کارساز کافی ہے۔‘‘ (پ:۶)

۳:۔۔۔’’میرے سوا کسی اور کو اپنا وکیل اور کارساز مت بناؤ۔‘‘

۴:۔۔۔’’آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا رسول مقرر ہوا ہوں۔‘‘ (پ:۷)

۵:۔۔۔’’جو راہ یاب ہوا اپنے فائدہ کے لئے اور جس نے گمراہی اختیار کی اپنا ہی نقصان کیا اور میں تو تم پر وکیل و مختار مقرر نہیں ہوا کہ جوابدہی میرے سر ہو۔‘‘ (پ:۱۱)

۶:۔۔۔’’جو آپ کے پروردگار کی طرف سے اتارا جاتا ہے وہ آپ پہنچادیجئے۔‘‘ (پ:۶)

۷:۔۔۔’’آپ کا ذمہ صرف پہنچادینا ہے۔‘‘

۸:۔۔۔’’میں اپنے پروردگار کے پیغامات تمہارے پاس پہنچائے دیتا ہوں۔‘‘ (پ:۸)

۹:...''آپ کہہ دیجئے کہ میری طاقت نہیں ہے کہ میں قرآن کریم کو اپنی طرف سے بدل ڈالوں میرے پاس تو جو حکم آئے اس کا تابعدار ہوں۔''
(پ:۱۱)

ان آیات سے ظاہر ہے کہ رسول کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ احکامِ الٰہیہ پہنچادے اور بس۔ شریعت کے ایک شوشہ اور ایک نقطہ بدلنے کا حق اس کو نہیں۔ کسی کی ہدایت وگمراہی کا بار اس پر نہیں اور نہ آخرت میں کسی کے اعمال کا وہ جواب دہ ہے۔ جہاں تک کارخانۂ عالم کی ذمہ داری وکارسازی کا تعلق ہے اس کے ذرہ ذرہ کی کفالت و وکالت خدائے تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے اور اس کا اعلان بھی کردیا ہے اور رسولوں کی پوزیشن صاف کرنے کے لئے اپنی اور رسولوں کی زبانی یہ بات واضح کردی ہے کہ ان کی حیثیت صرف رسالت کی حد تک ہے وکالت کی نہیں ہے تا کہ ہر انسان سوچ سمجھ لے کہ ہدایت و ضلالت کی جوابدہی خود اسے براہِ راست کرنی ہے جسے رسولوں کی ذات پر ٹالا نہیں جاسکتا۔

وکالت تو بہت دور کی بات ہے اگر کہیں ہر شخص سے خدائے تعالیٰ کا باتیں کرنا خالقیت کے خلاف نہ ہوتا تو شاید اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان رسالت کا واسطہ بھی نہ ہوتا، مگر جس طرح دنیا میں بادشاہ اپنی رعایا سے بلاواسطہ کلام نہیں کیا کرتے، اسی طرح خدائے تعالیٰ نے بھی اپنی ہر مخلوق سے براہِ راست کلام کرنا پسند نہیں فرمایا بلکہ اس کے لئے کچھ ہستیاں منتخب کرلی ہیں جو اس کی نظر میں اس کے لئے اہل بنائی گئی تھیں پھر ان میں بھی یہ حوصلہ نہیں کہ بے حجابانہ جب وہ چاہیں اس سے باتیں کرلیں۔ اس لئے ان کی برداشت کے بقدر اپنے ہم کلامی کی صورتیں مقرر کردی ہیں:

۱:...''کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے باتیں کرسکے مگر اشارہ یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیجے، پھر وہ خدا کے حکم سے جو اس کو منظور ہو اس کا پیغام پہنچادے۔''
(پ:۲۵)

۲:...''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو براہِ راست غیب کی خبر دے دیا کرے، لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چھانٹ لیتا ہے۔'' (آل عمران، پ:۳)

۳:...''وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنی غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر ہاں جس رسول کو چاہے پسند کرلیتا ہے اور انہیں جو بات بتانا چاہے بتادیتا ہے۔'' (سورۂ جن، پ:۲۹)

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دستور نہیں رکھا کہ عام لوگوں کو بلاواسطہ غیب کی یقینی خبریں دیا کرے، بلکہ اس کام کے لئے وہ رسول کا انتخاب کرتا ہے اور ان کے ذریعہ سے پھر تمام مخلوق سے ہم کلام ہوتا ہے اور یہ دستور اس لئے رکھا ہے کہ عام بشر تو درکنار رسول بھی اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ خدائے تعالیٰ سے جس طرح چاہیں بالمشافہ کلام کرسکیں، اس لئے ان سے کلام کرنے کی بھی چند صورتیں اختیار کی گئی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ متکلم خود ذات پاک ہو مگر سامنے نہ ہو، بلکہ پس پردہ ہو، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہِ طور پر کلام۔

دوسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ کے ذریعہ کلام کرے۔ اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ نبی خود بشریت سے ملکیت کے قریب آجائے۔ دوم یہ ملک یعنی فرشتہ بشریت کے قریب آجائے ان دونوں صورتوں میں رسول سے بالواسطہ کلام ہوتا ہے۔ ان سب صورتوں میں چونکہ خدائے تعالیٰ کی ذات پاک رسول کے سامنے نہیں ہوتی، اس لئے کلام الٰہی کی شوکت وطاقت رسول کے لئے قابل برداشت ہوجاتی ہے، اگر کہیں آمنے سامنے آکر کلام ہو تو بشریت کی ضعیف تعمیر برباد ہوجائے۔

(جاری ہے)

قادیانی امت کا کلمہ

''لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ۔''

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ''احمد'' (مرزا غلام احمد) اللہ کے رسول ہیں۔''

نوٹ: ''محمد'' کا لفظ حذف کر کے اس کی جگہ ''احمد'' لگادیا ہے۔ مرزا ناصر احمد (قادیانی مذہب کے تیسرے لیڈر) کے دورۂ افریقا پر تصویری کتاب ''افریقا اسپیکس'' (Africa Speaks) پر قادیانی مرکز ''احمدیہ سینٹرل ماسک نائیجیریا'' کا فوٹو موجود ہے، جس پر قادیانیوں کا یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔ (نعوذ باللہ)

(عشقِ مصطفیٰ اور ہماری ذمہ داری)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے سابق امیر

حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات:۱۳؍جنوری ۲۰۰۵ء)

حیات وخدمات

حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ فتح پور کمال ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان کے رہائشی تھے۔ بلوچ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ کم عمری میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا غلام محمد صاحب علی پوری آپ کے بہنوئی نے آپ کی پرورش کی۔ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا منظور احمد نعمانی سے ابتدائی کتب مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر میں پڑھیں۔ انتہائی کتب اور دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد صدیق جالندھری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ دورہ حدیث کے بعد فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ سے ردقادیانیت پر کورس کیا۔ مدرسہ احیاء العلوم چنیوٹ میں تدریس کی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے لئے چنیوٹ اور گردونواح میں شب وروز ایک کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی ایک جماعت حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں چالیس روزہ تربیتی کلاس میں شرکت کے لئے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن گئی۔ اس میں حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے۔ تب عائشہ باوانی کالج کراچی کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہو گئے۔ امامت، خطبہ جمعہ اور درس کے علاوہ باقی وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے شعبہ تبلیغ کو دینے لگے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی نے آپ کو ہیرو بنا دیا۔ کراچی دفتر، ہفت روزہ ختم نبوت اور مسجد باب الرحمت کی تعمیر وتوسیع کے لئے آپ نے جان جوکھوں میں ڈال کر شب وروز کام کیا۔ بیرون ممالک میں تبلیغ اسلام، تحفظ ختم نبوت کی ترویج واشاعت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد اسفار ہوئے۔ افریقہ، امریکہ، عرب امارات اور یورپ میں حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے جس جانفشانی سے کام کیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا وہ سنہری باب ہے۔

۱۹۸۴ء میں قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا طاہر نے لندن کو اپنا مستقر بنایا تو آپ نے بھی گویا وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ اسٹاک ویل گرین لندن میں دفتر کی خریداری کے لئے ان کی گرانقدر محنت وکاوش آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کو عربی، اردو، فارسی، سرائیکی اور پنجابی پر بھرپور عبور حاصل تھا۔ بے تکلف ان زبانوں میں تقریر کے آپ ماہر تھے۔ قادیانیت کی جملہ کتب پر آپ کو مکمل دسترس تھی۔ انگریزی میں بھی گزارہ کر لیتے تھے۔ عرصہ تک یورپ کے کلیساؤں میں ختم نبوت کے ترانے بلند کئے۔ قادیانیوں سے مناظرہ کرنا اور قادیانی مسلمات سے ان کو چاروں شانے چت کرنا حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بیسیوں قادیانیوں سے مناظرے کئے۔ جہاں گئے فتح نے آپ کے قدم چومے۔ سینکڑوں قادیانیوں نے حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بڑے منکسر المزاج عالم دین تھے۔ اکابر واصاغر کی خدمت، مہمان نوازی اور ان کی اسائش کا خیال رکھنا حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات زندگی قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے ہمیشہ منتظم رہے۔ اس کے لئے ہمیشہ انہوں نے مثالی خدمات سرانجام دیں۔ اسٹیج کو سنبھالنا، مہمانوں کا استقبال، پارکنگ، قراردادوں کی ترتیب، بیان، سوال وجواب کی محفل، امامت، لٹریچر کی تقسیم غرض جس کام میں ضرورت دیکھتے یا ڈیوٹی لگ جاتی اس کو خوب نبھاتے۔ انکساری وتواضع حضرت مولانا میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بڑے ہی محنتی عالم دین تھے۔ آپ کی زندگی میں آرام نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ چلتے چلتے جو آرام ہو گیا سو

ہوگیا۔ کام کرتے کرتے سوتے تھے اور اٹھتے ہی کام پر لگ جاتے تھے۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کمپیوٹرائز زندگی تھی۔ چوبیس گھنٹوں میں وہ اپنے آپ کو مصروف رکھتے تھے۔ مسجد کی خدمت سے خطابت تک، بچوں کو پڑھانے سے بیعت کرنے تک تمام کاموں میں فٹ تھے۔

حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ لندن میں قیام کے دوران پہلے مجلس کے دفتر کے انچارج رہے۔ پھر مسجد میں گئے تو ہر روز دفتر آنا معمول رہا۔ اب بھی مجلس لندن کے تمام کاموں میں برابر شامل تھے۔ وہ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ جیسے محنتی، مخلص اور بے نفس عالم دین کم ہی دیکھنے میں ملیں گے۔ ختم نبوت کے کاز کے لئے پورے یورپ میں کوئی شخص حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کو بلاتا تو آپ کو حاضر پاتا۔ آپ کے وجود سے قادیانیت کانپتی تھی۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی مخلصانہ مساعی نے آپ کو ہر دلعزیز عالم دین بنادیا تھا۔ لڑائی نام کی کوئی چیز آپ کے ہاں نہ تھی۔ سب حلقوں میں آپ کو احترام وتوقیر کا مقام حاصل تھا۔ بڑے فیاض طبع تھے۔ جو کمایا وہ مودۃ قرباء یا دین کی ترویج واشاعت میں لگادیا۔

اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے یکے بعد دیگرے دوشادیاں کی۔ لیکن اولاد نہ ہوئی۔ تاہم آپ کی طبیعت پر اس کا کوئی اثر نہ تھا۔ آپ اپنی سرگرمیوں میں مگن اور راضی بہ تقدیر تھے۔ کئی مضامین آپ کے قلم سے نکلے۔ ان کے خطبات پر مشتمل کئی پمفلٹ شائع ہوئے۔ تصنیفی خدمات علاوہ ازیں ہیں۔ ان کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ کسی بھی مقرر کی تقریر ہوتی شاگرد کی طرح ان کے پہلو میں بیٹھ کر اس کے نکات قلمبند کرتے۔ مستقل نوٹ بک جیب میں رکھتے۔ جہاں سے کوئی کام کی بات ملتی نوٹ کرلیتے۔

بڑی صالح طبیعت پائی تھی۔ ملنساری میں اپنی مثال آپ تھے۔ جس سے ایک بار ملنا ہوتا وہ زندگی بھر آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہتا۔ عابد وزاہد انسان تھے۔ سنن ونوافل، تلاوت وعبادت، ذکر وفکر ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ جس مسجد میں امام تھے وہاں عربوں کی اکثریت ہے۔ چنانچہ آپ خطبہ جمعہ، عربی، انگلش اور اردو تینوں زبانوں میں دیتے تھے۔ یوں عربوں وعجمیوں کے لئے آپ پل بن گئے تھے۔ تصوف میں قدم رکھا تو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد فاروق سکھروی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت کے مستحق پائے۔ ہزاروں آپ کے مرید ہوں گے۔ لیکن ان تمام مریدوں کے حلقہ کو حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اور عقیدہ ختم نبوت کی ترویج کے لئے جوڑا۔ محنت اور کام کرنے کے شوق کا یہ عالم تھا کہ ڈرائیوری سیکھی۔ گاڑی خود ڈرائیو کرتے اور یوں ہفتہ کے آخری دنوں میں تبلیغ کے لئے برطانیہ کے مختلف شہروں میں نکل جاتے۔ پانچوں نمازوں میں پانچ شہروں میں بیانات کرلیتے تھے۔ دودنوں میں دس شہروں سے رابطہ ہوجاتا۔ کیا بتائیں کہ زندگی بھر انہوں نے کس طرح اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کئے رکھا۔ سال میں دوبار عمرہ اور ہر سال حج کرنا آپ کے معمولات بن گئے تھے۔ بسا اوقات آپ اپنے نمازیوں میں سے پانچ دس ساتھیوں کو ساتھ لے جاتے۔ وہ آپ کی رفاقت سے حج وعمرہ کے صحیح معمولات سے نفع حاصل کرتے۔ غرض یورپ وعرب جہاں گئے خدمت خلق وترویج اسلام کو انہوں نے معمول بنائے رکھا۔ گزشتہ سال سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف لائے۔ جمعہ کے بعد بڑی اہمیت سے آپ کا بیان ہوا۔ آپ کے علم وفضل کے چرچوں اور آپ کی مناظرانہ سج دھج سے یورپ گونجتا رہا۔ ان کی للکار حق نے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد اب حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ وصال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک بڑا خلاء ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر کریم ان حضرات کے خلاء کو پر کرنے کا غیب سے بندوبست فرمائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

اس سال حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حسب معمول حج کے لئے گئے۔ مدینہ طیبہ میں اچانک وصال فرمایا۔ جمعرات شام وصال ہوا۔ اگلے روز بعد از جمعہ مسجد نبوی میں لاکھوں انسانوں نے حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت کی۔ جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئے۔ یہ مصرعہ بارہا سنا: ’’تعریض و توصیف‘‘ دونوں مقامات پر اس کے استعمال کو بھی دنیا جانتی ہے۔ لیکن ذرا توجہ فرمایئے کہ حضرت مولانا منظور احمد

(باقی صفحہ 20 پر)

''فضائلِ اعمال'' پر اعتراضات کا علمی جائزہ!

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

چند سال قبل عمرے کے ایک سفر میں مکہ مکرمہ میں علماء کرام کے ایک اجلاس میں دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ تبلیغی جماعت کے دعوتی نصاب ''فضائل اعمال'' پر مختلف حلقوں کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات بھی زیر بحث آئے اور ان کے جواب کی حکمت عملی پر غور ہوا۔ میں خاموشی کے ساتھ بحث سنتا رہا لیکن مجھے بھی کچھ عرض کرنے کے لئے کہا گیا تو میں نے اس حوالہ سے دو گزارشات پیش کیں۔

ایک یہ کہ ہمیں اس اصولی بحث کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ضعیف احادیث کسی درجہ میں قابل قبول ہیں یا انہیں بالکل ہی مسترد کر دینا چاہئے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ ضعیف احادیث کو کلیتاً مسترد کر دینا درست نہیں ہے اور وہ فضائل اعمال میں قابل قبول چلی آ رہی ہیں۔ یہ صرف ہمارا موقف نہیں ہے بلکہ امت کے جمہور محدثین کا موقف ہے اور ان محدثین کا بھی یہی موقف ہے جنہوں نے حدیث اور روایت کی صحت کے لئے سخت معیار قائم کیا ہے اور کڑی شرائط عائد کی ہیں۔ مثلاً امام بخاریؒ کی شرائط کو سب سے زیادہ مضبوط سمجھا جاتا ہے اور اسی وجہ سے صحیح بخاری کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کہا جاتا ہے۔ لیکن الجامع الصحیح سے ہٹ کر باقی تصانیف میں امام بخاریؒ نے اس معیار کی پابندی نہیں کی حالانکہ وہ کتابیں بھی انہوں نے امت کے استفادہ کے لئے ہی لکھی ہیں اور امت مسلمہ کے اہل علم ان سے مسلسل استفادہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ''الادب المفرد'' کو دیکھ لیں، وہ بھی امام بخاریؒ کی تصنیف ہے لیکن اس کا معیار صحیح بخاری والا نہیں ہے۔ اسی طرح امام شمس الدین ذہبیؒ بھی حدیث اور سند کے نقادوں میں سے ہیں اور ان کا نقد کا معیار بہت مضبوط ہے لیکن جس معیار پر وہ احادیث کو پرکھتے ہیں اور ان کے صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں ان کی اپنی کتاب ''الکبائر'' کا وہ معیار نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محدثین کے ہاں ضعیف احادیث کلیتاً مسترد کرنے کے قابل نہیں ہیں بلکہ کسی نہ کسی درجہ میں وہ ضرور قبول کی جاتی ہیں اور محدثین کا یہی موقف امت میں متواتر چلا آ رہا ہے۔

دوسری بات یہ کہ احادیث سے استدلال کے بارے میں احناف کا طرز کیا ہے اور ان کے ہاں اس کی درجہ بندی کیا ہے؟ یہ بات بھی ہمیں نظر انداز نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارا استدلال کا اپنا ایک نظام ہے اور علمی و فقہی ڈھانچہ ہے جس کے اندر رہ کر ہم احادیث کی درجہ بندی کرتے ہیں اور اسی کے دائرے میں احادیث سے استدلال و استنباط کرتے ہیں۔ مثلاً ایک پہلو کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہم عام طور پر حافظ ابن حزمؒ کے ایک قول کا حوالہ دیا کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ قیاس پر ضعیف حدیث کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ احناف کے ہاں ضعیف حدیث پر عمل ہوتا ہے اور اعمال میں بھی وہ اس درجہ میں قابل قبول ہے کہ اسے بسا اوقات قیاس پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ پھر یہ ضروری تو نہیں کہ جس حدیث کو ایک محدث ضعیف کہہ دیں تو وہ لازماً ضعیف ہی ہو۔ اور جس سند کے ساتھ حدیث کو ضعیف قرار دیا جا رہا ہے کسی دوسری سند یا سبب کے ساتھ وہ حدیث صحت کا درجہ حاصل نہ کر سکتی ہو۔ سند کے ضعف کا خلا پُر کرنے کے لئے بہت سے دیگر اسباب بھی موجود ہیں اس لئے یہ کہہ دینا کہ کوئی بھی ضعیف حدیث کسی درجہ میں بھی قابل قبول نہیں، درست بات نہیں ہے۔ ہمیں اس کمزور موقف سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے بلکہ پورے اعتماد کے ساتھ اپنے علمی اور متوارث موقف پر قائم رہتے ہوئے اس کا دفاع کرنا چاہئے۔

میری گزارش یہ ہے کہ حنفی علماء کرام کو احادیث سے استدلال کے حوالہ سے اپنے علمی اور فقہی موقف سے واقف ہونا چاہئے اور اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ فقہائے احناف نے ہر دور میں اس پر بات کی ہے اور اپنا علمی موقف واضح کیا ہے۔ اگر تفصیلی مطالعہ اور استفادہ کا موقع نہ مل

سکے تو ہمارے فاضل دوست مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے نماز کے بارے میں صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب آف جدہ کی کتاب پر جو مقدمہ تحریر کیا ہے وہ بہت جامع تحریر ہے اور اس موضوع پر احناف کے مجموعی موقف اور طرز استدلال کا کم وبیش احاطہ کرتی ہے۔ میرے خیال میں اس کا مطالعہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے ہر عالم دین کے لئے ضروری ہے بلکہ اگر اسے درس نظامی کے نصاب میں طلبہ کو طحاوی شریف کے ساتھ سبقاً سبقاً پڑھا دیا جائے تو اس کا بہت فائدہ ہوگا۔

میں نے اصولی طور پر یہ بات عرض کی کہ ضعیف حدیث کے قابل استدلال ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بعض متشددین کے موقف سے مرعوب ہونے اور اپنے موقف میں لچک پیدا کرنے یا اس کی بنیاد پر کیے جانے والے اعتراضات کو من وعن قبول کر کے دفاعی پوزیشن اختیار کر لینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ پورے اعتماد کے ساتھ اپنے موقف پر قائم رہنے اور کمزور اعتراضات کو مسترد کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات چونکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی کتاب فضائل اعمال کے بارے میں ہو رہی ہے اس لئے اس کتاب کی افادیت کے ایک اور پہلو کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔

گزشتہ دنوں جرمنی کے ایک اسکالر نے جن کا نام مشکل ہونے کی وجہ سے اس وقت میرے ذہن میں نہیں آ رہا، اپنی ایک تحقیق اور ریسرچ کا موضوع اس بات کو بنایا کہ برصغیر پاک وہند وبنگلہ دیش میں ۱۸۵۷ء کے بعد جو نئے فقہی اور مسلکی حلقے وجود میں آئے اور اہل سنت میں دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے نام سے جو نئی تقسیم ہوئی ان میں سے کون سے فقہی مسلکی دائرے نے عالمگیریت اختیار کی ہے؟ ان کا کہنا ہے کہ اہل حدیث اور بریلوی دنیا کے مختلف ممالک میں پائے جاتے ہیں اور کام کر رہے ہیں لیکن یہ انہی افراد اور خاندانوں پر مشتمل ہیں جو جنوبی ایشیا سے ترک وطن کر کے ان ممالک میں آباد ہوئے ہیں جبکہ جنوبی ایشیا کے نسلی دائرہ سے باہر وہ اپنا حلقہ نہیں بنا سکے۔ لیکن دیوبندی مکتب فکر نے جنوبی ایشیا کے نسلی اور قومی دائروں سے ہٹ کر بھی اثر ورسوخ قائم کیا ہے اور اپنا حلقہ وسیع کیا ہے۔ اس لئے ان میں سے صرف دیوبندی حلقہ عالمگیریت اور انٹرنیشنل ماحول میں قدم رکھنے میں کامیاب ہو سکا ہے۔

اس جرمن اسکالر کا موقف ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ دیوبندی دائرہ میں اس وسعت کا بڑا سبب تبلیغی جماعت اور اس کے ساتھ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی کتاب فضائل اعمال ہے جو غیر ایشیائی نسلوں اور قوموں میں اسلام کے ساتھ ساتھ دیوبندیت کے فروغ کا ذریعہ بھی بنی ہے۔ یہ جرمن اسکالر چند ماہ قبل اسلام آباد تشریف لائے تھے اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے شعبہ دعوۃ اکیڈمی کے زیر اہتمام ایک سیمینار سے خطاب کے دوران انہوں نے یہ موقف پیش کیا تھا۔ اس لئے گھبرانے کی بات نہیں ہے، فضائل اعمال جہاں بعض اعتراضات کا ہدف بن رہی ہے وہاں اس کی افادیت اور کردار کو بھی بین الاقوامی حلقوں میں کھلے دل کے ساتھ تسلیم کیا جا رہا ہے۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۳؍دسمبر ۲۰۲۱ء)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے، حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج:۱۰، نمبر:۵، ص:۵، مورخہ ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی غلطیاں ہوئیں، کئی الہام سمجھ میں نہ آئے۔''

(ملخص ازالۂ اوہام ص:۶۸۸، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۴۷۱)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی، میں نے پوری کی ہے۔''

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص:۱۰۱، روحانی خزائن ج:۱۷، ص:۲۶۳)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سؤر کی چربی پڑتی ہے۔''

(مکتوبات مرزا قادیانی اخبار الفضل قادیان ج:۱۱، نمبر:۶۶، ص:۹، مورخہ ۲۲/ فروری ۱۹۲۴ء)

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی، کراچی

دستِ قدرت

پروفیسر محمد عبداللہ بھٹی

خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کی کسی ادا، بات، لفظ، حرکت، عبادت، ریاضت، مجاہدے، دعا سے خالقِ کائنات راضی ہو جاتا ہے اور پھر اس کے دل کو اپنی محبت سے بھر دیتا ہے جب کسی انسان کے دل و دماغ میں خدا کی محبت کا شگوفہ کھلتا ہے تو اس کو کائنات میں بکھرے ہوئے خدا کے مناظر میں صرف اور صرف مالک کائنات ہی نظر آتا ہے، بلاشبہ کائنات میں ہر طرف حسن بکھرا پڑا ہے یہ مسکراتے ناچتے پھول اور ستارے، گنگناتی ہوئی ہوائیں، مست گھٹائیں، لہراتی ہوئی بجلیاں، پہاڑوں سے پھوٹتے چشمے اور جھرنے، پہاڑوں سے گرتی ہوئی آبشاریں، گاتی ہوئی ندیاں، میٹھی دل آویز چاندنی، سنہری دھوپ، خمار آلود شامیں، یہ درخت، باغات، بارش، اڑتے سرمئی بادل، چارسُو جلوے ہی جلوے، نغمے ہی نغمے، کائنات میں ہر وقت رنگ و نور کی برسات جاری رہتی ہے قوس قزح کے رنگ، کہکشاں کی روشنی، آسمان، چاند، تارے، ہر منظر خدا کے وجود کی گواہی دیتا ہے، ظاہری حسن کے ساتھ ساتھ ان میں بلا کی لطافت اور پیچیدگی پائی جاتی ہے، وہیل مچھلی کے صرف ایک بال تک غذا پہنچانے کے لئے چارسونسوں کا جال بچھا ہوا ہے، انسانی دماغ کروڑوں اعصابی خلیوں اور جواہر کا مرکب ہے، خدائے واحد کی بڑی تخلیقات کے ساتھ ساتھ ایسی باریک مکھیاں بھی نظر آتی ہیں جو اتنی ننھی اور چھوٹی ہوتی ہیں کہ ان کے پَر، سر اور پاؤں تک دکھائی نہیں دیتے لیکن وہ اپنی ذات میں مکمل ہوتی ہیں۔ اس خالقِ عظیم کی عظمت ملاحظہ ہو کہ اس نے ان کی باریک ٹانگیں اور پَر بنانے کے لئے کون سا طریقہ یا آلات استعمال کئے ہیں، اگر انسان اپنے جسم پر ہی غور کرلے تو خدا کے آگے سجدہ ریز ہو جائے، ہم جب قدم اٹھاتے ہیں تو ایک ٹانگ جسم کو سہارا دیتی ہے اور دوسری آگے بڑھتی ہے اس چھوٹے سے عمل میں تقریباً ایک سو آٹھ پٹھے کام کرتے ہیں، لیکن اس خدا کی تخلیق پر قربان جائیں کہ ہمیں بالکل بھی احساس نہیں ہوتا کب پٹھے مڑے، پھیلے اور سکڑے ہمارا جسم ایک مشین کی طرح کام کرتا ہے ہمارے جسم کے تمام اعضا ایک دوسرے کے ساتھ مکمل تعاون کرتے ہیں انسان کی بنائی مشین نہ تو اپنی دیکھ بھال اور نہ ہی اپنی مرمت کرتی ہے لیکن حیوانی مشین اپنی مرمت اور دیکھ بھال خود بخود کرتی رہتی ہے یہ روزِ اول سے مادے کو توانائی میں اور توانائی کو مادے میں خود ہی کر رہی ہے اس میں ہماری کوئی کوشش نہیں ہے جب بھی کوئی وائرس یا جراثیم ہمارے اندر چلا جاتا ہے تو ہمارا دفاعی نظام اس پر ٹوٹ پڑتا ہے زخم اور ہڈی اگر ٹوٹ جائے تو خود ہی مرمت اور ٹھیک ہو جاتے ہیں خون اگر بہہ نکلے تو خود ہی جمنا شروع ہو جاتا ہے جسم کے سارے اندرونی نظام خود بخود ہی کام کرتے رہتے ہیں جب ہم جاندار اشیا کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں حیرت انگیز منظر اور پلان نظر آتا ہے ہر جاندار ماحول کے سانچے میں ڈھل رہا ہے کچھ جانور ایسے ہیں جو صرف خشکی پر زندہ رہ سکتے ہیں، کچھ ہوا میں، کچھ کھارے پانی میں، کچھ میٹھے پانی میں، مچھلی کی ایک قسم سمندر کی گہرائیوں میں رہتی ہے جہاں روشنی نہیں پہنچ سکتی کچھ جانور صرف برفوں میں ہی رہ سکتے ہیں، کچھ آگ برساتے صحراؤں میں، کچھ پہاڑوں کی بلندیوں پر، قدرت نے ان جانوروں کی حفاظت کا بھی شاندار خودکار نظام وضع کر رکھا ہے جو جانور جس ماحول میں رہتا ہے اسے وہی رنگ عطا کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ نظر نہ آسکے۔

کائنات کا آپس کا باہمی تعلق بھی کیا خوب ہے پودوں کا انحصار زمین کی زرخیزی ہے تو حیوانات کا پودوں پر، باغ میں کوئی پھول اس وقت تک نہیں کھل سکتا اور پھل میں شیرینی نہیں آسکتی جب تک ستاروں کی شعاؤں سے مستفیض نہ ہوں انسان کے معمولات پر اگر غور کریں تو خدا یاد آجاتا ہے، انسان نے اپنے کاموں کے لئے مختلف لیور بنائے، کنویں سے پانی نکالنے کے لئے چرکھڑی، زمین جوتنے کے لئے ہل بنایا، کدال درانتی، بیلچہ۔ اس قسم کا نظام انسانی جسم میں بھی ہے مثلاً ایک لیور سر اٹھانے اور جھکانے کے لئے دوسرا بدن کو سہارا دینے اور تیسرا اشیاء کو اٹھانے کے لئے اور آپ دیکھیں جسم کے ہر لہر جوڑ پر قبضے لگا دیئے جاتے ہیں ہمارے کندھوں، گھٹنوں، ٹخنوں کلائیوں، کہنیوں اور کمر کو مضبوط

قبضوں نے جکڑ رکھا ہے، بدن میں باریک نالیوں کا جال بچھا ہوا ہے اور جابجا والو لگے ہوئے ہیں، کمال کی تخلیق ملاحظہ ہو کہ ہوا غذا کی نالیوں میں، نہیں جاسکتی اور نہ غذا ہوا کی نالی میں اس طرح کے والو شریانوں میں بھی موجود ہیں۔ ہمارے جوڑوں کو تیل دینے کا بھی فطری نظام موجود ہے۔ دانت میں خون کی سپلائی کا نظام کتنا حیرت انگیز ہے آنکھ اور کان کی ساخت دیکھ کر تو انسان سجدہ ریز ہو جاتا ہے اس خدا کی خالقیت کو دیکھ کر اور خالق عظیم کی ثنا پر مجبور ہو جاتا ہے اب خدا کو نہ ماننے والوں سے یہ سادہ سا سوال ہے کہ کیا حیوانی جسم کی مشینیں مثلاً کان، آنکھ، زبان، معدہ، جگر، دل، پھیپھڑے کیا کسی خالق کے بغیر ہی تخلیق پا گئے ہیں؟ کیا اتنی کامیاب اور بھرپور مشینوں کی تخلیق کے لئے اعلیٰ درجے کا علم اور دماغ نہیں چاہئے تھا؟ اگر ہم یہ مان لیں کہ آنکھ، کان ایک خودکار نظام یا مشین کی تخلیق ہے تو پہلا سوال یہ اٹھے گا کہ اس خودکار نظام یا مشین کا خالق کون ہے؟ وہ رب ہے، اس کائنات کا اکلوتا وارث، آپ جب کائنات میں مختلف تخلیقات پر غور کرتے ہیں تو نوٹ کرتے ہیں کہ کائنات کی ترتیب، حسن اور تنوع میں کوئی غیر معمولی علم اور دانش کام کر رہی ہے کوئی بے پناہ ہے قوت کوئی بھی تخلیق آپ دیکھ لیں آپ کو غیر معمولی Perfection نظر آتی ہے جب انسان کوئی مشین بناتا ہے تو اس میں بہت سارے نقائص نظر آتے ہیں، انسانی مشینوں کی آوازوں، گڑگڑاہٹ سے گرد و نواح میں زلزلے کی سی حالت بن جاتی ہے کہ ان مشینوں کے شور سے پاس کھڑا ہونا بھی مشکل ہو جاتا ہے اور جب آپ خدا کی تخلیقات کی طرف دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ آپ کے اطراف میں کروڑوں مشینیں یوں چل رہی ہیں کہ کہیں سے ہلکی سی آواز بھی نہیں نکلتی آپ کسی پھول کے پودے کو دیکھیں کس طرح پھول اپنے تخلیقی مراحل سے گزرتا ہے آپ آم کے درخت کو دیکھیں جو ایک مکمل فیکٹری ہے، جس میں پتے، شاخیں ہیں ٹہنیوں میں پہلے بور آتا ہے جو امبیوں میں ڈھلتا ہے اور امبیاں آم کی شکل میں، آم میں دنیا کا بہترین ذائقہ گٹھلی مٹھاس خوشبو اور لذیذ ترین رس پایا جاتا ہے اگر آپ کو کوئی جوس کی بوتل بنانی یا بھرنی ہو تو کئی مشین کام کرتی ہیں جبکہ آپ خدا کی مشینوں کو دیکھیں کس طرح خاموشی، ادب اور پراسرار طریقے سے کام کر رہی ہیں کہ کوئی شور نہیں، کوئی آواز نہیں، اگر قدرت کی بنائی مشینوں سے آوازیں نکلتی تو یہ زمین رہنے کے قابل نہ رہتی جس طرح دھماکوں، زلزلوں، ٹرین کے آنے سے انسان، جانور دور بھاگ جاتے ہیں اسی طرح قدرتی مشینوں کے شور سے بھی بھاگ جاتے اِن قدرتی مشینوں کی خاموشی اس خالقِ عظیم کے بے پناہ علم کا ثبوت ہے، یہ کسی میں اتنی ہمت اور علم کہ وہ ان درختوں اور پودوں کی گنتی کر سکے۔ یہ بات تو طے ہے کہ کائنات کا نظام جو نہایت باقاعدگی سے چل رہا ہے اِس میں کہیں کوئی خرابی خامی نہیں آتی تو اس کو کون چلا رہا ہے ہاں پس حجاب پردے کے پیچھے کون ہے اس کا نپتی لرزتی کائنات کو جس غیر مرئی ہاتھ نے چابکدستی سے تھام رکھا ہے وہی خدا ہے اس کائنات کا حقیقی اور اکلوتا وارث۔

(بشکریہ روزنامہ امت کراچی، ص:۴، ۱۲/دسمبر ۲۰۲۱ء)

مولانا عبدالعزیز ملازہی ایران میں روڈ حادثے میں شہید

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنما اور ایران میں بھی فعال تھے

سوران ایران میں دینی خدمات سے منسلک تھے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے متحرک نوجوان عالم دین مولانا عبدالعزیز ملازہی ایران کے علاقے سوران بلوچستان میں کار حادثے میں شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا عبدالعزیز مولانا عبدالمجید ملازہی کے صاحبزادے تھے، جو ایران کے متحرک اور موثر عالم دین ہیں۔ انہوں نے بلوچستان کے ضلع پنج گور میں مدرسہ تعمیر کیا اور بعدازاں کراچی منتقل ہو گئے۔ کراچی کے علاقے یوسف گوٹھ میں ایک بڑا دینی ادارہ جامعہ عثمانیہ بنایا، جہاں دورۂ حدیث شریف تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مولانا عبدالمجید کے صاحبزادے مولانا عبدالعزیز جامعہ فاروقیہ کراچی کے فارغ التحصیل اور نہایت متحرک و بااثر عالم دین تھے۔ گوادر بلوچستان میں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کاموں میں بھرپور معاون تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کو آپ پر بھرپور اعتماد تھا، آپ ایران میں اپنے والد کے جاری کردہ سلسلوں کی ترویج اور توسیع کے لئے بھی متحرک تھے۔ بوڑھے والد کے لئے صدمے پر صدمہ یہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی تجہیز و تکفین کے لئے ایران بھی نہیں جاسکتے۔ اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جاں نثار صحابی حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ

مولانا حافظ محمد عمر نظام آبادی، حیدر آباد دکن

چھٹی صدی عیسوی میں جب فاران کی چوٹیوں سے نورِ اسلام جلوہ گر ہوا، اور اس کی شعاعیں رفتہ رفتہ جزیرۃ العرب میں پھیلنے لگیں، اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بدوؤں کو ظلمت کی شبِ تاریک سے نکال کر نور و ضیاء کے پاکیزہ ماحول میں لا کھڑا کیا، اور جہل و نادانی کے قعرِ عمیق سے نکال کر علم وروشنی کے بامِ عروج پر پہنچا دیا، جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام پر لبیک کہتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، تو پروردگارِ عالم نے انہیں اپنی رضا کا پروانہ، جنت کا تمغہ، اور کامیابی و کامرانی اور فوز وفلاح کا مژدہ سنایا، لیکن اس سے قبل انہوں نے وہ ناقابلِ فراموش کارنامے اور قربانیاں سرانجام دیں، جو حیران کن اور تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہیں یعنی صورت حال کچھ اس طرح کی تھی کہ جب اسلام قبول کرتے تو ''اپنے'' پرائے ہو جاتے، دشمن درپے آزار ہو جاتے، اہل قبیلہ اور خاندان والے محبت کے بجائے نفرت کے تیر برساتے، صبح و شام بے رحمی سے دردناک اور جان گداز ایذا پہنچاتے، ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے، رشتہ داریاں اور قرابت داریاں ختم ہو جاتیں، فاقوں پر فاقے ہوتے رہتے، حتی کہ اسلام ترک کرنے پر مجبور کرتے، اور اس طرح سے حالات دگرگوں ہو جاتے، لیکن ان جاں نثاروں اور سچے وفاداروں نے صبر وتحمل اور استقامت و ثابت قدمی کا دامن تھامے رکھا اور اسلام پر جمے رہے، انہی جاں نثاروں میں ایک سنہرا نام حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا بھی آتا ہے جو السابقون الاولون میں شامل ہیں، ترتیب کے اعتبار سے آپ نے گیارہویں نمبر پر اسلام قبول کیا۔

> حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کی بالشت بھر زمین بھی دبالی تو قیامت کے دن دبائی گئی زمین کے برابر سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں پہنایا جائے گا

نام ونسب: آپ کا نامِ نامی، اسم گرامی عبداللہ، کنیت: ابوسلمہ (اسی سے آپ مشہور و معروف ہے)۔

والد ماجد کا نام: عبدالاسد اور دادا کا نام: ہلال بن عبداللہ تھا، نیز آپ کا شجرۂ نسب ساتویں پشت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے، آپ نبی کے پھوپھی زاد بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے، نیز آپ کی زوجہ محترمہ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) آپ کے انتقال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ اور اس امت کی ماں قرار پائیں، مختصر یہ کہ بہت سی نسبتوں سے آپ نبی کے قرابت دار ہیں۔

ازواج واولاد: کتبِ تاریخ واوراقِ سیر میں آپ کے صرف ایک ہی نکاح کا تذکرہ ملتا ہے، جو کہ حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ مخزومیہ سے ہوا، (ابوسلمہ کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جن کا نکاح ہوا) ان کے علاوہ کسی اور سے آپ نے نکاح نہیں کیا، ان سے آپ کی یہ اولاد ہیں:

(۱) سلمہ (ان ہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ ابوسلمہ اور آپ کی زوجہ ام سلمہ سے معروف ہیں)، (۲) عمر، (۳) درہ، (۴) زینب۔

ہجرت فی سبیل اللہ: آپؓ کی ہجرت کی داستان بھی بڑی دردناک اور مشکلات و مصائب سے پُر ہے اور وہ واقعہ سیرت کی کتابوں میں پورے شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اس پر مستزاد یہ کہ آپ نے بقائے اسلام اور تحفظِ دین کی خاطر دو مرتبہ

ہجرت کی، چنانچہ پہلی مرتبہ حبشہ کی طرف معہ اہلیہ کے ہجرت کی، دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی، دونوں ہجرتیں پُرخطر اور تکالیف وآلام سے معمور تھیں، جس کے مطالعہ کے لئے سیرت و سوانح کی کتب کی جانب رجوع کیا جاسکتا ہے۔

جنگی خدمات اور عسکری کارنامے:

جہاں آپؓ نے دینِ مصطفوی پر ثابت قدم رہتے ہوئے جان و مال کی اَن گنت قربانیاں دی ہیں، وہیں جنگی خدمات اور عسکری کارناموں میں بھی شریک ہوکر بہت خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ اسلامی تاریخ کی سب سے پہلی اور مشہور و معروف جنگ ''جنگِ بدر'' میں از اول تا آخر شریک رہے، نیز غزوۂ احد میں بھی شرکت کی اور اسی جنگ میں آپ زخمی بھی ہوئے۔

پھر ۴ ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی سرکردگی و سربراہی میں ایک سریہ روانہ کیا، جس کا واقعہ کچھ اس طرح مذکور ہے:

سریہ ابوسلمہ:

یکم محرم ۴ ہجری کو ناگہاں ایک شخص نے مدینہ میں یہ خبر پہنچائی کہ طلیحہ بن خویلد اور سلمہ بن خویلد دونوں بھائی کفار کا لشکر جمع کرکے مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لئے نکل پڑے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کے مقابلہ کے لئے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈیڑھ سو مجاہدین کے ساتھ روانہ فرمایا، جس میں حضرت ابوسبرہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے معزز مہاجرین و انصار بھی تھے، لیکن کفار کو جب پتہ چلا کہ مسلمانوں کا لشکر آرہا ہے تو وہ لوگ بہت سے اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے جن کو مسلمان مجاہدین نے مالِ غنیمت بنا لیا اور لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی۔

(زرقانی، ج:۲،ص:۲۶)

آپ کی روایتِ احادیث و اخبار:

نقلِ احادیث اور روایتِ اخبار میں بھی آپ کی خدمات موجود ہے۔

صحیح بخاری میں: ''حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کی بالشت بھر زمین بھی دبالی تو قیامت کے دن دبائی گئی زمین کے برابر سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں پہنایا جائے گا۔'' (صحیح بخاری 2453)

حضرت ابوسلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کی اہلیہ ام سلمہؓ نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ ان کی واحد روایت ہے جسے ترمذی و ابن ماجہ اور امام احمد نے نقل کیا، وہ یہ ہے: کہ حضرت ابوسلمہؓ نے (ایک دن گھر آئے تو) اپنی اہلیہ ام سلمہ سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان سنا ہے جس سے بڑی خوشی ہوئی۔ ارشاد فرمایا: ''جب کسی مسلمان پر کوئی مصیبت ٹوٹے (یعنی اس کا کوئی عزیز دنیا سے چلا جائے) تو اسے چاہئے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر یہ دعا مانگے: اے اللہ! میں تجھ ہی سے اس صدمے پر صبر کرنے کا اجر چاہتا ہوں، مجھے اجر و ثواب دے اور اس مصیبت کا بہترین بدل عنایت کر۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے نعم البدل عطا کر دیتا ہے۔ پھر جب حضرت ابوسلمہؓ کا آخری وقت آیا تو انہوں نے دعا مانگی: ''اے اللہ! میرے اہلِ خانہ میں مجھ سے بہتر قائم مقام لے آ۔ ان کی وفات کے بعد ام سلمہؓ نے دعا مانگی: ''انا للہ وانا الیہ راجعون۔'' میں اللہ ہی سے اپنا صدمہ برداشت کرنے کا اجر چاہتی ہوں۔ مجھے اس کا ثواب عطا کر۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''پھر میرے دل میں خیال آیا کہ میرے لئے ابوسلمہ سے بہتر کون ہوگا؟ ہرگز نہیں، کوئی نہیں ہوسکتا۔''

(ترمذی، رقم ۳۵۱۱، ابن ماجہ: رقم ۱۵۹۸۔ احمد، رقم ۱۶۳۴۴)

وفات حسرت آیات: جنگِ احد میں ابو اسامہ جشمی کے تیر کی نوک سے آپ کے بازو میں گہرا زخم لگا، انجام کار یہی ان کی شہادت کا سبب بنا۔

چنانچہ ۲۷/جمادی الثانی ۴ ہجری کا دن وہ غم ناک دن تھا، جس میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کرگئے ''انا للہ وانا الیہ راجعون۔''

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کی زندگی کے واضح اسباق وعبر:

(۱) دین کو تمام چیزوں پر ترجیح اور فوقیت دینا، (۲) اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کا دم بھرنا، (۳) دین کی اشاعت اور ایمان کے تحفظ پر اہل و عیال، مال و منال اور گھر بار سب کچھ قربان کردینا، (۴) سخت مشقتوں اور کٹھن حالات میں صبر و تحمل کا دامن تھامے رکھنا، (۵) اور اپنے آپ کو حکمِ الٰہی و فرمانِ نبوی کا مکمل تابع و فرمانبردار بنالینا، وغیرہ:۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

☆☆.......................☆☆

سالِ نو کا جشن یا عمر رفتہ کا محاسبہ

عاصم طاہر اعظمی

نئے سال کی آمد کو لوگ ایک جشن کے طور پر مناتے ہیں۔ یہ ایک سال کو الوداع کہہ کر دوسرے سال کو استقبال کرنے کا موقع ہوتا ہے۔ یہ زندگی میں وہ لمحات ہوتے ہیں، جب انسان زندگی کے گزرنے اور فنا کی طرف بڑھنے کے احساس کو بھول کر ایک لمحاتی سرشاری میں محو ہو جاتا ہے جس میں وہ تمام اخلاقی اقدار کو پامال کرتے ہوئے آخری حدوں سے گزر جانے میں ذرا سا تامل محسوس نہیں کرتے، جن بے ہودہ حرکات وسکنات کی وجہ سے کبھی مسلمان اہل مغرب کو شرم و عار دلاتے تھے اب وہ خود اس بے حیائی کی دوڑ میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھنے کو مضطرب ہے نہ اس وقت قرآنی تعلیمات انہیں یاد رہتی اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، نہ اسراف سے بچنے کی فکر اور نہ ہی ضیاع وقت پر شرمندگی جب کہ وقت ایک قیمتی بیش بہا نعمت ہے، یہ ایک ایسی نعمت ہے جو ایک مرتبہ گزر جائے دوبارہ واپس آنا ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ گزرتے ہوئے ایام تو ہمیں غفلت کے بجائے اپنی غلطیوں کی اصلاح کا موقع دیتے ہیں، دنیا بھر میں نئے سال کے جشن بہت سے مختلف طریقوں سے منائے جاتے ہیں ان جشنوں کی شروعات کے بارے میں دی ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

سن ۴۶ قبلِ مسیح میں رومی قیصر جولیس نے یکم جنوری کو سال کا پہلا دن ٹھہرایا، اس لئے جنوری کے مہینے کا نام جانس دیوتا کے نام پر رکھا گیا اس دیوتا کے دو چہرے تھے، ایک چہرے کا رُخ آگے کی طرف اور دوسرے کا پیچھے کی طرف تھا۔'' اس بیان سے پتا چلتا ہے کہ نئے سال کے جشن اصل میں بت پرستی سے تعلق رکھتے ہیں۔

اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے بہت سے دیگر ممالک کی طرح وطن عزیز میں بھی ۳۱ر دسمبر کی رات کو آتش بازی اور جشن مناتے ہیں، عیش و نشاط کی محفلوں اور ہوائی فائرنگ سے نئے سال کا آغاز کرتے وقت یہ بھول ہی جاتے ہیں کہ:

غافل تجھے گھڑیال دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور بیتا دی

ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ دنیاوی زندگی تو فانی ہے جو گنتی کے چند سالوں پر محیط ہے جس میں ہم لامحدود خواہشات اور آرزوؤں کے جال میں ایسے جکڑتے ہیں کہ وقت مرگ ہی ہوش آتا ہے کہ

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اے فانی بشر!

کبھی دسمبر کے آخری دنوں میں اپنے بیتے برس کا احتساب بھی کیا ہے کہ خالقِ جہاں نے ہمیں اس سال میں کن کن نعمتوں سے نوازا؟ اور پھر بھی کہاں کہاں اس کی حکم عدولی کا مرتکب ہوئے؟ ہمارا ہر آنے والا سال ہمیں ابدی منزل کے قریب لے جا رہا ہے، جہاں ہم سے ہر چیز کا حساب لیا جائے گا، اس جہانِ انتظار میں قدم قدم پر دفاتر ماہ و سال یوم و ہفت کھل جائیں گے، کتاب عمر کے ہر برس کے ورق الٹ جائیں گے تو کیا جشن سالِ نو کی محفلوں کے تذکرے ہمیں بچا پائیں گے، نہیں ہرگز نہیں بچا پائیں گے:

اے نئے سال بتا، تجھ میں اپنا پن کیا ہے؟
ہر طرف خلق نے کیوں شور مچا رکھا ہے
روشنی دن کی وہی، تاروں بھری رات وہی
آج ہم کو نظر آتی ہے ہر اک بات وہی
آسمان بدلا ہے افسوس، نہ بدلی ہے زمیں
اک ہندسے کا بدلنا کوئی جدت تو نہیں
(فیض لدھیانوی)

ہمارا گزشتہ سال تو گزر گیا جب کہ امت محمدیہ مصائب و مشکلات میں پھنسی ہوئی ہے، طرح طرح کے فتنوں میں مبتلا ہے، اسے بہکانے کی چیزیں عام ہیں، وہ طرح طرح کے امتحانات سے دو چار ہے اور یہ سب اشیاء افراد امت سے اور ابنائے اسلام سے فوری حل چاہتی ہیں کہ وہ عزم صادق اور پختہ ارادہ کریں کہ انفرادی طور پر بھی، معاشروں کی سطح پر بھی ہر شخص اپنی اپنی

اصلاح کرے گا، تباہ کن حالات سے نجات کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم صاف ستھرے اور حقیقی اسلام کو لیں، وہ خالص اسلام جو قرآن کی شکل میں نازل ہوا ہے، جسے پوری کائنات کے سردار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا تھا۔

جی ہاں! صاف ستھرا اور حقیقی اسلام وہی ہے جو ہماری زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو، ہر شعبے کے لئے تعلیمات مہیا کرتا ہے، وہ شعبۂ سیاسیات ہو یا اقتصادیات، اس کا تعلق کلچر وثقافت سے ہو یا اجتماعیات ومعاشروں سے، اسے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنایا جائے صرف علمی طور پر ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی، حکمرانی وجہانبانی میں بھی اور اپنے متنازعہ امور میں ثالثی وفیصلے کروانے میں بھی۔ اسلام مفید و صالح، عالی تہذیب یافتہ و مہذب زندگی قائم کرنا چاہتا ہے جو دنیا وآخرت میں اعلیٰ ثمرات مہیا کرے اور اسلام اپنے ماننے والے کو وہ اعلیٰ زندگی مہیا کرنا چاہتا ہے، جس کے بارے میں حق تعالیٰ جل مجدہ کا ارشاد صادق آتا ہے جس میں اس نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں زمین کا حاکم بنادے گا، جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنادیا تھا اور خوف کے بعد انہیں امن بخشے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔“ (النور:55)

آج جبکہ امت محمدیہ مختلف راستوں کے دوراہے بلکہ کئی راستوں کے جنکشن پر کھڑی ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اس بات کا یقین کامل اور علم یقین حاصل کرلے کہ اس کی عزت وقوت اس کے اپنے دین کے ساتھ گہرے ربط وتعلق اور اپنی شریعت پر مکمل عمل اور اپنے نبی کی اتباع سنت میں پنہاں ہے یہی وہ کارآمد وفعال اسلحہ ہے جو امت سے تمام خطرات کو دور کرسکتا ہے اور یہی وہ زبردست آہنی لباس ہے جس کے ذریعے اس سخت آویزش اوران تباہ کن حملوں سے بچاجاسکتا ہے۔

حق تعالیٰ جل مجدہ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تو نیا ہے تو دکھا صبح نئی، شام نئی
ورنہ ان آنکھوں نے دیکھے ہیں نئے سال کئی

فیض لدھیانوی

بقیہ:...... حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی حیات وخدمات

الحسینی رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل رہے صاحب ختم نبوت ﷺ کے شہر مدینہ منورہ کی فضاؤں میں اعمال حج کی بجاآوری کے لئے پہنچے۔ تقدیر کے فرشتہ نے سلام کیا۔ اس پاک ماحول میں آپ نے جان مالک حق کو لوٹادی۔ زہے نصیب جنت البقیع میں تدفین۔ کیا حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اس شعر کا اور صحیح مصداق ہوسکتا ہے؟

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں چلتے پھرتے جنتی انسان تھے۔ مقدر کے دھنی تھے۔ عجم سے اٹھے یورپ پر چھائے اور عرب میں آسودہ خاک ہوگئے۔ مدتوں حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ رہے گا۔ زندگی ہو تو آپ جیسی اور موت ہو تو آپ کی موت جیسی۔ عمر بصد مشکل پینتالیس پچاس سال ہوگی۔ لیکن کام صدیوں کا کرگئے اور صدیوں ہی آپ آنے والی نسل کے یاد کرنے کے قابل انسان تھے۔ حق تعالیٰ حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے حامی وناصر ہوں۔ مقدر دیکھو کل قیامت کے دن وہ صاحب ختم نبوت ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ سے اٹھنے والے گروہ سعید میں شامل ہوں گے۔ زندہ باد حضرت الحسینی رحمۃ اللہ علیہ!

مولانا منظور احمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے رد قادیانیت پر چار رسائل ہمیں ملے جو احتساب قادیانیت کی جلد ۳۶ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

۱......”حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی چند علامات“

۲......”مرزا قادیانی کے وجوہ کفر“

۳......”شرمناک فرار“

۴......”عقیدہ ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں“

پہلے دو اور آخری رسائل کے ناموں سے موضوع واضح ہے۔ البتہ تیسرا رسالہ ”شرمناک فرار“ اس میں مولانا موصوف نے ایک مناظرہ کی روئیداد قلمبند کی ہے، جس میں قادیانیوں نے شرمناک فرار سے قادیانیت کی رسوائی کا سامان مہیا کیا۔ یہ مورخہ ۱۱/نومبر ۱۹۸۱ء کی روئیداد ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ موصوف نامور عالم دین تھے۔ زندگی بھر عقیدہ ختم نبوت کی ترویج کی۔ مدینہ طیبہ کی دھرتی نے اپنے اندر انہیں سمولیا۔ زہے نصیب!

(چمنستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ، ج:۱، ص:۴۸۷، از حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ)

جناب مجیب بستوی

نعت رسولِ مقبول ﷺ

سلام تم پر

چمن کی فصلِ بہار تم ہو، درود تم پر سلام تم پر
حبیبِ پروردگار تم ہو، درود تم پر سلام تم پر

سکونِ قلب و نظر میسر ہوا تمہارے ہی تذکرے سے
دھڑکتے دل کی پکار تم ہو، درود تم پر سلام تم پر

تمہارے در پر جو آ گیا ہے نہیں گیا ہے کبھی وہ خالی
غنی بہ اس اعتبار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

ہمارے سرور بروزِ محشر، نہ ہم ہوں رسوا بہ پیش داور
شفیعِ ہر گناہ گار تم ہو، درود تم پر سلام تم پر

ہماری تاریک زندگی کو تری نظر سے ضیا ملی ہے
ضیائے لیل و نہار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

خدا کا پیغام لانے والے خودی کا نغمہ سنانے والے
بجھے دلوں کا قرار تم ہو، درود تم پر سلام تم پر

مری طرف بھی نگاہِ رحمت ہو تیری اے صاحبِ رسالت ﷺ
مجیبؔ کے غمگسار تم ہو درود تم پر سلام تم پر

علاماتِ قیامت اور امام مہدی کا ظہور

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قیامت کا قائم ہونا یقینی امر ہے، اور اس پر ایمان لانا ایمانیات میں سے ہے، لیکن کب قائم ہوگی؟ اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

''یسئلونک عن الساعۃ O ایان مرسٰھا O فیما انت من ذکرھا O الی ربک منتھٰھا۔''

ترجمہ: ''آپ سے قیامت سے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب آئے گی؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا کام، اس کے علم کا منتہیٰ تو آپ کے رب کے پاس ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے وقوع کا علم تو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں تھا۔ چنانچہ حدیث جبریل میں ہے:

''ما المسؤل عنھا باعلم من السائل۔'' (مشکوٰۃ،ص:۱۱،ج:۱)

ترجمہ: ''(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے سوال کے جواب میں فرمایا) اس کے بارہ میں مسؤل عنہا (پوچھا جانے والا) سائل (پوچھنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا۔''

البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی بہت سی علامات بیان فرمائی ہیں۔ بعض علامات صغریٰ (چھوٹی نشانیاں) کہلاتی ہیں اور بعض علامات کبریٰ (بڑی نشانیاں) کہلاتی ہیں۔

> آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''مہدی میری نسل اور فاطمۃ الزہراؑ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد میں سے ہوگا۔
> ''المھدی من عترتی من ولد فاطمہ۔''
> (ابوداؤد، ج:۲،ص:۵۸۸)

علامات صغریٰ ہزاروں ہیں۔

مثلاً: لڑکیاں ماؤں پر حکم چلانے لگیں۔ ننگے پیر، ننگے بدن، بکریوں کے چرواہے عالیشان مکانات پر مقابلہ بازی کریں۔ علم کم ہوجائے گا اور جہل پھیل جائے گا، زنا کثرت سے ہوگا۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور مرد کم ہوجائیں گے حتی کہ پچاس عورتوں کا نگران صرف ایک مرد ہوگا۔ (بخاری کتاب العلم،ص:۱۸،ج:اول)

بعض علامات وہ ہیں جنہیں علامات کبریٰ کہا جاتا ہے۔ یہ علامات قیامت کے قریب ترین دور میں ظاہر ہوں گی۔ عادت ومعمول کے خلاف بکثرت ہوں گی۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں دس علامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، تاوقتیکہ تم اس سے پہلے دس علامات نہ دیکھ لو (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل دس علامات بیان فرمائیں)۔

(۱) دخان (دھواں)، (۲) دجال کا خروج، (۳) دابۃ الارض کا خروج، (۴) مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا، (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، (۶) یاجوج ماجوج کا نکلنا، (۷) زمین میں تین مقامات میں لوگوں کا دھنس جانا (ایک مشرق میں)، (۸) دوسرا مغرب میں، (۹) تیسرا عرب میں، (۱۰) ان سب کے آخر میں آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف گھیر کر لے جائے گی۔

(مسلم باب الفتن واشراط الساعۃ،ص:۳۹۳،ج:۲)

مذکورہ دس علامات سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا جن کی اقتدأ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کرنماز ادا کریں گے۔

احادیث شریف میں آتا ہے کہ جب مسلمان ہرطرف سے گھِر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ طیبہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو وہ ہرطرف سے مایوس ہوکر امام مہدی کی تلاش میں نکلیں گے تو وہ اس وقت خلافت کے بارِگراں سے بچنے کے لئے مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں گے،لوگ انہیں پہچان لیں گے اوران کے انکار کے باوجودان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

احادیث میں امام مہدی علیہ الرضوان کا نام، ولدیت، حلیہ، قومیت وغیرہ کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔اورمحدثین کے اصول کے مطابق وہ حدتواتر تک پہنچ چکی ہیں۔جن پر ایمان لانا اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے، بلکہ ان پر ایمان لانا واجب ہے۔امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے روایات موجودومنقول ہیں۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، عبداللہ بن مسعودؓ،عبداللہ ابن عمرؓ،عبداللہ بن عمروؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ام سلمہ ام المومنینؓ، حضرت ام حبیبہؓ،حضرت ابو ہریرہؓ،ابوسعید خدریؓ، جابر بن عبداللہؓ، انس بن مالکؓ،عمران بن حصینؓ، حذیفہ بن یمانؓ، عمار ابن یاسرؓ، جابر بن ماجد صدفیؓ، ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عوف ابن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت امام مہدی کے متعلق احادیث نہ صرف صحیح وثابت ہیں بلکہ متواتر اوراپنے مدلل پر قطعی الدلالت ہیں۔جن پر ایمان لانا بحسب تصریح علامہ سفارینیؒ واجب اور ضروری ہے۔امام مہدی سے متعلق ہر زمانہ میں لوگوں میں شکوک و شبہات پھیلائے جاتے رہے۔بالخصوص آنجہانی مرزاغلام احمدقادیانی جہنم مکانی روح شیطانی نے جہاں اور بہت سے دعوے کئے وہاں امام مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔

اللہ پاک شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّدحسین احمد مدنیؒ کو جزائے خیرعطا فرمائیں کہ انہوں نے الخلیفۃ المھدی فی الاحادیث الصحیحہ کے نام سے رسالہ مرتب فرمایا۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان سے کئی مرتبہ شائع کرکے تقسیم کیا، پھر احتسابِ قادیانیت جلد نمبر ۱۵ میں بھی اسے شامل کیا۔اس سے مختصراً امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق تفصیلات درج ذیل ہیں۔

امام مہدی کا نام محمد ہوگا: یواطی اسمہ اسمی۔(ترمذی،ج:۲،ص:۴۷)

امام مہدی کے والد کا نام عبداللہ ہوگا:

یواطی ..... اسم ابیہ باسم ابی۔

(سنن ابوداؤد،ج:۲،ص:۵۸۸)

امام مہدی فاطمی النسل ہوں گے: حتی یبعث رجلاً منی او من اھل بیتی۔

(سنن ابوداؤد،ج:۲،ص:۵۸۸)

زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے:

(یعنی پوری دنیا میں عدل وانصاف کی حکمرانی قائم کریں گے) جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و زیادتی سے بھری ہوگی۔

’’یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وَ ظلماً۔‘‘

(ابوداؤدکتاب المھدی،ج:۲،ص:۵۸۸)

نیز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: اگرزمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے معمور کردے گا، جس طرح وہ (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی۔

(ابوداؤد،ج:۲،ص:۵۸۸)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’مہدی میری نسل اور فاطمۃ الزہراؓ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد میں سے ہوگا۔‘‘ المھدی من عترتی من ولد فاطمہ۔‘‘(ابوداؤد،ج:۲،ص:۵۸۸)

امام مہدی کا حلیہ:

’’عن ابی سعید الخدری قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف، یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً یملک سبع سنین۔‘‘ (ابوداؤدایضاً)

ترجمہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمک دار اور ناک ستواں اور بلند ہوگی۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی اور سات سال تک حکومت کرے گا۔‘‘

امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت اور دوسری علامات:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادمبارک نقل فرماتی ہیں: ’’ایک

خلیفہ کی وفات کے بعد (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا، ایک شخص (یعنی امام مہدی) اس خیال سے کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنادیں۔ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے کچھ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدی کے پہچان لیں گے) ان کے پاس آئیں گے اور انہیں (مکان) سے باہر نکال کر حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے۔ جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی، تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لئے روانہ ہوگا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداً کے مقام پر (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا، (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آکر آپ سے بیعت خلافت کریں گے بعدازاں ایک قریشی النسل شخص (سفیانی) جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی۔ خلیفہ مہدی اور ان کے اعوان و انصار کے لئے جنگ کے لئے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے۔ یہی (جنگ) بنو کلب خسارہ ہے، اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو۔ اس کے بعد حضرت مہدی داد و دہش کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین پر مستحکم ہوجائے گا۔ خلیفہ مہدی سات یا نو سال تک خلافت کرنے کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔‘‘

(ابوداؤد،ص۵۸۹،ج:۲)

مقامِ بیعت: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔ تین سو تیرہ افراد ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ بعدازاں شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

(المستدرک للحاکم مع التلخیص للذہبی،ص:۴۳۱،ج:۲)

خلیفہ مہدی کی سخاوت: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’میری امت میں ایک خلیفہ (مہدی ہوگا) جو لوگوں کو (مال) لپ بھر کر دے گا اور شمار نہیں کرے گا... نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یقیناً (اسلام) اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹے گا، جس طرح کہ ابتدا مدینہ سے ہوئی تھی حتیٰ کہ ایمان صرف مدینہ میں ہوگا۔.....الخ

(مستدرک حاکم،ص:۴۵۶،ج:۴)

حضرت مہدی کے دور میں خیر و برکات کا ظہور: ’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آخری امت میں مہدی پیدا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کے دور میں خوب بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی اور وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا اور اس کے زمانۂ خلافت میں مویشیوں کی کثرت اور امت میں عظمت ہوگی، وہ (خلافت کے بعد) سات یا اٹھ سال زندہ رہے گا۔‘‘

(مستدرک حاکم،ج:۴،ص:۵۵۸)

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے دورِ خلافت میں امت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،ج:۱۵،ص:۱۹۱)

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت امامت: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم‘‘ (تم لوگوں کا (اس وقت خوشی سے) کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام آسمان سے) نازل ہوں گے اور امام تم میں سے ہوگا، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مصلّیٰ پر جو امام ہوگا۔

(صحیح البخاری،ص۴۹۰،ج:۱)

وہ امام مہدی ہوں گے اور یہ امت محمدیہ کا زبردست اعزاز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا امام اور امیر ایک رجل صالح (مہدی) ہوگا، جس وقت ان کا امام نماز فجر کے لئے آگے بڑھے گا۔ اچانک عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) اسی وقت (آسمان سے) اتریں گے۔ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام امام کے مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ، کیونکہ تمہارے لئے ہی اقامت کہی گئی ہے۔ امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق مذکورہ بالا احادیث حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے رسالہ الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ سے لی گئی ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو امت مسلمہ کے سواد اعظم اہلسنت والجماعت سے وابستہ رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں اور تمام فتنوں سے نجات عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..................☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ میں حاضری: ۲۷؍نومبر مغرب کی نماز کے بعد راقم کا بیان مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ کے طلبہ اور اساتذہ کرام میں ہوا۔ دارالفیوض ہاشمیہ ٹنڈو باگو کے مرکزی اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ جس کا سنگ بنیاد استاذ العلماء حضرت مولانا نور محمدؒ سجاول نے ۱۹۸۷ء میں رکھا۔ اس وقت ادارہ کا اہتمام مولانا عبدالرزاق مدظلہ کے ہاتھوں میں ہے، جو مولانا نور محمدؒ اور مولانا عبدالغفور قاسمیؒ کے تلامذہ میں سے ہیں، آٹھ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تقریباً ۳۵۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ درجہ رابعہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم یہاں تشریف لاچکے ہیں۔ یہ مدرسہ سندھ کے مدارس کی طرح جمعیت علماء اسلام اور مجلس کا مرکز ہے۔

مدرسہ اشرف العلوم فاروقیہ ٹنڈو باگو میں بیان: ۲۷؍نومبر رات کا قیام مدرسہ عربیہ اشرف العلوم فاروقیہ میں رہا۔ ادارہ کے بانی مولانا قاری عبدالواحد فاروقی ہیں۔ مدرسہ میں ایک سو کے قریب طلبہ کرام چار اساتذہ کرام کی نگرانی میں زیر تعلیم ہیں۔

دارالعلوم صفہ میں طلبہ سے بیان: ۲۸؍نومبر صبح ۱۱ بجے دارالعلوم صفہ میں حاضری ہوئی۔ دارالعلوم کی بنیاد ۲۰۱۵ء میں مولانا سائیں عبدالغفور قاسمیؒ نے رکھی۔ جولوئر سندھ کے بادشاہ تھے۔ اس وقت دارالعلوم کا اہتمام سندھ کے نامور خطیب مولانا سائیں محمد عیسیٰ سموں مدظلہ کے پاس ہے۔ چند منٹ طلبہ و اساتذہ کرام سے خطاب کا موقع ملا۔ مدرسہ میں ۶ اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۱۳۶ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

جامع مسجد بسم اللہ میں بیان: ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد بسم اللہ میں بیان ہوا۔ جامع مسجد کے بانی حضرت حافظ عبدالحمید آرائیں مدظلہ ہیں، جو مبلغین ختم نبوت کی خدمت سعادت سمجھ کر کرتے ہیں، تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔

بدرالعلوم بدین میں حاضری: بدرالعلوم بدین کا سنگ بنیاد بھی مولانا نور محمدؒ سجاول اور مولانا سائیں عبدالغفور قاسمیؒ نے ۱۹۸۸ء میں رکھا۔ مدرسہ کے بانی مولانا عبدالستار چاوڑہؒ تھے، جو دبنگ انسان تھے، دینی معاملات میں ان کے ہاں کوئی رورعایت نہ تھی۔ بدین میں جماعت کے سرپرستوں میں سے تھے، اس وقت مدرسہ میں ۲۲۵ طلبہ زیر تعلیم ہیں اور ۱۱ اساتذہ کرام ہیں۔ اس وقت اہتمام مولانا مفتی محمد اسماعیل کے ہاتھ میں ہے۔

جامع مسجد گولارچی میں جلسہ: ۲۸؍نومبر عشاء کی نماز کے بعد مدینہ مسجد گولارچی میں جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت امیر گولارچی مولانا حکیم محمد عاشق مدظلہ نے کی۔ مولانا محمد حنیف سیّال اور راقم کے بیانات ہوئے۔ رات کا قیام و آرام حکیم محمد عاشق کے ہاں رہا۔

مکہ مسجد میں درس: مولانا حکیم محمد عاشق کے دو بیٹے ہیں۔ بڑے بیٹے حکیم ڈاکٹر محمد طارق ہیں جو مطب اور پنسار کی دکان سنبھالے ہوئے ہیں۔ دوسرے فرزند ارجمند مولانا محمد طیب ہیں، جو مکہ مسجد کی امامت وخطابت اور مدرسۃ البنات سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۲۹؍نومبر صبح کی نماز کے بعد مکہ مسجد میں بیان ہوا۔ چاچا محمد رفیق پرانے جماعتی مہربان ہیں مولانا محمد علی صدیقیؒ کے ساتھ بھرپور یارانہ کا تعلق رہا ہے۔ موجودہ مبلغ مولانا محمد حنیف سیّال سے بھی محبت فرماتے ہیں۔ ان کے

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، گڈاپ ٹاؤن

گڈاپ ٹاؤن (مولانا شاکر اللہ خیسوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گڈاپ ٹاؤن کے زیر اہتمام ۶؍دسمبر ۲۰۲۱ء کو سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد طوبیٰ الآصف اسکوائر، چھوٹا پلازہ کراچی میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا خیر اللہ الحسنی نے کی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری رمیز احمد مالکی نے حاصل کی۔ ہدیہ نعت سیف اللہ بدرالدین نے پیش کیا۔ کانفرنس سے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی فیض الحق مدظلہ، مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا محمد رضوان اور راقم الحروف نے خطاب کیا، جبکہ اختتامی دعا مولانا مفتی فیض الحق مدظلہ نے کرائی، اس موقع پر حافظ سیّد عرفان علی شاہ مسؤل ضلع وسطی، قاری ظفر اللہ اقبال نگران گڈاپ ٹاؤن، بھائی محمود خان بھی موجود تھے۔

اصرار پر صبح کی چائے ان کے ہاں تھی۔ فراغت کے بعد نواب شاہ کا سفر کیا۔ نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین سلمہ کا آخری پروگرام ۲۹؍نومبر کو گوٹھ ہوت میں ہوا۔

مدرسہ انوار القرآن: محمد یہ گوٹھ غازی خان ہوت میں مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مدرسہ کے مہتمم مولانا قربان علی ہوت نے کی۔ جلسہ کا انتظام ناظم مولانا محمد شفیق جمالی نے کیا۔ اس ادارہ کا سنگ بنیاد مرشد العلماء حضرت سائیں مولانا عبدالکریم قریشیؒ پیر شریف نے رکھی۔ اس وقت مدرسہ میں درجہ کتب کے کئی ایک درجات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۲۹؍نومبر مغرب کی نماز کے بعد منعقدہ جلسہ سے مولانا محمد انیس مدظلہ امیر مجلس نواب شاہ، مولانا تجمل حسین اور راقم کے بیانات ہوئے۔

جامع مسجد حقانیہ دوڑ میں تربیتی پروگرام: ۳۰؍نومبر ۲۰۲۱ء ۱۰ بجے صبح جامع مسجد و مدرسہ حقانیہ دوڑ میں ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ مدرسہ و مسجد کے بانی قاری جمیل احمد علی پوری ہیں۔ ان کے فرزندان مولانا محمد احمد، مولانا محمد اسجد اپنے والد کے دست و بازو ہیں۔ تربیتی پروگرام سے مولانا تجمل حسین نے سندھی زبان میں اور راقم نے اردو زبان میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی گمراہی اور علماء کرام کی ذمہ داری پر بیان کیا۔ بیان کے بعد گھوٹکی کے لئے سفر کیا۔

تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس، گھوٹکی: مدرسہ انوار القرآن میں ۳۰؍نومبر ۲۰۲۱ء کو بعد نماز عصر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جو مغرب اور عشاء کی نمازوں کے وقفہ کے ساتھ جاری رہی۔

تلاوت: حافظ محمد معاویہ، نعت: جناب گلزار چنہ، مقررین: مولانا مفتی نور محمد، مولانا شاہ نواز چاچڑ، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا تجمل حسین، محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا غلام یاسین رند نے خطاب کیا۔ صدارت امیر گھوٹکی سائیں نور محمد شاہ نے کی۔ مولانا محمد یوسف شیخ نے نگرانی کی۔ مولانا قاری عبدالخالق مدظلہ کی سرپرستی میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ ہمارا سندھ کا آخری پروگرام تھا۔ پروگرام سے فارغ ہو کر رات نو بجے ملتان کے لئے سفر کیا۔ ☆☆

مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

رنگون میں خواجہ کمال الدین قادیانی پہنچا۔ بڑا چالاک اور چال باز تھا۔ اس نے اہل رنگون کے سامنے اپنے اسلام کا دعویٰ کیا اور کہا کہ: ہم غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور یہ بات قسمیہ کہتا۔ جیسا کہ بہت سے قادیانی خصوصاً ”لاہوری“ کہتے ہیں۔ خواہ مخواہ ہم کو بدنام کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہم پکے مسلمان ہیں۔ قرآن کو مانتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سچا رسول سمجھتے ہیں۔ عوام اس کی باتوں میں آگئے۔ اس کی تقریریں ہونے لگیں۔ بہت سے مقامات پر نماز بھی پڑھائی۔ جمعہ تک پڑھایا۔ رنگون کے ذمہ داران بہت فکرمند تھے کہ عوام کو کس طرح اس فتنے سے محفوظ رکھیں؟ عوام میں دن بدن اس کو مقبولیت حاصل ہورہی ہے۔ مقامی علماء سے اس کی گفتگو بھی ہوئی مگر اپنی چال بازی کی وجہ سے اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دیتا۔ مشورہ کرکے یہ طے پایا کہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کو مدعو کیا جائے۔ چنانچہ تار دے دیا گیا اور وہاں اس کی شہرت بھی ہوگئی کہ بہت جلد مولانا عبدالشکور صاحبؒ تشریف لارہے ہیں۔ وہ اس سے گفتگو کریں گے۔ خواجہ کمال الدین قادیانی نے جب مولانا کا نام سنا تو راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی عافیت دیکھی۔ چنانچہ وہ مولانا کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہلے چلا گیا۔ مولانا تشریف لے گئے۔ مولانا کی تقریریں ہوئیں۔ عوام الناس کو حقیقت سے خبردار کیا اور ذمہ داروں کی ایک مجلس میں فرمایا کہ: ”آپ حضرات نے غور فرمایا کہ وہ کیوں یہاں سے چلا گیا؟ دراصل وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھ گیا ہوگا کہ میں اس سے یہ سوال کروں گا کہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا قائل نہیں۔ مگر تو اسے مسلمان سمجھتا ہے یا کافر؟ اس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔ جو بھی جواب دیتا پکڑا جاتا۔ وہ مرزا صاحب کو کسی حال میں کافر تو کہہ نہیں سکتا تھا۔ اگر مسلمان کہتا تو اس پر بھی اس کی گرفت ہوتی کہ جو شخص مدعیٔ نبوت ہو، وہ کسی حال میں مسلمان نہیں رہ سکتا۔ ایسے آدمی کو مسلمان سمجھنا خود کفر ہے۔ میں اس سے یہی سوال کرتا اور انشاء اللہ! اسی ایک سوال پر وہ لاجواب ہوجاتا اور اس کا راز فاش ہوجاتا۔ یہ سوال آپ لوگوں کے ذہن میں نہیں آیا۔ اس لئے آپ لوگ پریشان رہے۔“

مولانا عبدالشکور لکھنویؒ اپنے دور کے نامور مناظر ہی نہیں استاذ المناظرین تھے۔ آپ نے رفض وبدعت اور منکرین ختم نبوت کے خلاف جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ آپ نے معروف زمانہ قادیانی/مسلم مقدمہ بہاولپور میں امت کی طرف سے نمائندگی بھی فرمائی۔ آپ مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالستار تونسویؒ، مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ ایسے مناظرین حضرات کے استاذ تھے۔

(چمنستانِ ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ، ج:۳، ص:۱۹۶، از حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ)

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا

تین روزہ دورۂ سرگودھا

مولانا مفتی امتیاز احمد

سرگودھا کے بہت سارے چکوک کے ائمہ کرام وگرامی قدر خطباء حضرات نے مل کر اتحاد العلماء تحفظ ختم نبوت حلقہ ۴۶ اڈہ کے نام سے ایک پلیٹ فارم تشکیل دیا ہوا ہے۔ جس میں یہ حضرات اپنا ماہانہ اجتماع کر کے جہاں ایک دوسرے کے مسائل سے آگہی حاصل کرتے ہیں۔ وہاں تبلیغی خدمات بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے قرب وجوار کے چکوک کی بھی نگرانی رکھتے ہیں۔

ان حضرات نے ۶ تا ۸؍دسمبر ۲۰۲۱ء کا ان چکوک میں ایک تبلیغی نظم دروس قرآن مجید کے نام پر ترتیب دیا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ صاحب کو دعوت دی گئی، چنانچہ:

۶ دسمبر ۲۰۲۱ء پیر بعد از مغرب جامع مسجد شہداء چک ۴۱ جنوبی زیر انتظام مولانا محمد عرفان بعد از عشاء جامع مسجد قادریہ چک ۳۸ جنوبی زیراہتمام مولانا قاری ظفر عباس صاحب، ۷؍دسمبر منگل بعد از فجر چک ۳۱ جنوبی زیراہتمام مولانا مفتی ابراہیم خلیل، گیارہ بجے دن چک گجر پورہ نزد سلانوالی مدرسہ دارالقرآن زیر اہتمام مولانا قاری محمد طاہر مسعود، بعد از ظہر جامع رحمۃ للعالمین چک ۳۶ جنوبی۔ زیراہتمام مولانا ساجد لطیف، مولانا مفتی محمد امتیاز نے بھی خطاب کیا۔ بعد از عصر مدرسہ نذیریہ حنفیہ چک ۶۴ جنوبی۔ بعد از مغرب چک ۱۲۵ جنوبی نزد شاہین آباد زیر اہتمام مولانا محمد خباب حسین۔ بعد از عشاء مدرسہ حسینیہ سلانوالی مدنی مسجد زیراہتمام میر محمد افضل الحسینی۔ ۸؍دسمبر صبح درس چک ۴۵ جنوبی زیر اہتمام حضرت مولانا قاری حفیظ اللہ طاہر نائب صدر اتحاد العلماء ختم نبوت بعد از ظہر چک ۳۸ جنوبی ڈنگہ زیراہتمام قاری محمد اشرف بعد از مغرب چک ۵۱ جنوبی زیراہتمام مولانا محمد قاسم بعد از عشاء چک ۳۱ جنوبی۔ اس میں مولانا عطاء الرحمن صدیقی، مولانا قاری حفیظ اللہ طاہر، مولانا محمد فیاض مدنی اور مولانا مفتی امتیاز احمد، مولانا مفتی ابراہیم خلیل رہنمایان اتحاد العلماء ختم نبوت نے خصوصی شرکت فرمائی اور بیانات بھی ہوئے۔ زیراہتمام وسرپرستی خطیب چک ہذا مولانا قاری اللہ وسایا صاحب۔

۹؍دسمبر بعد از فجر درس جامع مسجد خاتم النبیین چک ۴۲ جنوبی۔ زیراہتمام امام وخطیب مولانا محمد فیاض مدنی وصاحبزادہ قاری حذیفہ۔

ان تمام پروگراموں میں ہمہ وقت مولانا محمد فیاض مدنی تبلیغی وفد کے ہمراہ رہے۔ مولانا فرید اللہ، قاری محمد اسماعیل شاکر، قاری محمد وسیم، مولانا محمد آصف، مولانا محمد عابد لطیف اور دیگر حضرات علماء کرام نے بھرپور دلچسپی کے ساتھ ان پروگراموں کو کامیاب بنایا۔ تمام پروگراموں میں ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ تمام پروگرام بہت ہی مبارک و کامیاب رہے، ہر جگہ آخری خطاب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا، الحمدللہ! ☆

کیا کھویا، کیا پایا؟

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تجربہ لکھا ہے کہ ”جو لوگ قبروں پر طواف اور سجدے کرنے جاتے ہیں، انہیں حج کی توفیق کم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جو جذبہ ادھر خرچ کرنا تھا وہ ادھر خرچ ہوگیا.... جو لوگ گانے بجانے میں رہتے ہیں، انہیں تلاوت قرآن کریم کی کم توفیق ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ جذبہ ادھر لگ کیا..... اور اسلام اس لئے آیا تھا کہ یہ جذبات دین کے بارے میں صَرف ہوں، قرآن وحدیث کے بارے میں صَرف ہوں۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

اسلام زندہ باد

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

دینی مدارس سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کے مابین

فکرِ ملّت کو حیاتِ نو عطا کرنے کیلئے

تاریخ ساز روح پرور

تقریری مقابلہ

بسلسلہ تحفظ ختمِ نبوّت

6 جنوری 2022

بروز جمعرات

بعد نماز مغرب

بمقام

مرکز ختمِ نبوت مسجد عائشہ

مسلم ٹاؤن لاہور

شرائط وضوابط

1 مقابلہ کی تاریخ سے ایک ہفتہ قبل اپنا نام مدرسہ کی تصدیق کے ساتھ جمع کرانا لازمی ہے۔ 2 منصفین کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ 3 منتخب عنوان کا التزام ضروری ہے۔ 4 تقریر کا دورانیہ 5 منٹ ہوگا۔ 5 درجہ رابعہ تا دورہ حدیث میٹرک سے اوپر کے طلباء مقابلہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ 6 ہر بڑے مدرسہ سے دو طالب علم اور چھوٹے مدرسہ سے ایک طالب علم نمائندگی کا اعزاز حاصل کر سکے گا۔ 7 مقابلہ میں شریک طلباء وقت مقررہ پر تشریف لائیں ورنہ بعد میں موقع فراہم نہیں کیا جائے گا

عنوانات

عقیدہ ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں

تحفظ ختم نبوت میں علامہ محمد اقبال کا کردار

قادیانیت آئین پاکستان کے تناظر میں

پہلا انعام

قیمتی کتب کا سیٹ اور 10000 نقد انعام

دوسرا انعام

قیمتی کتب کا سیٹ اور 7000 نقد انعام

تیسرا انعام

قیمتی کتب کا سیٹ اور 5000 نقد انعام

عقیدہ ختم نبوت وفتنہ قادیانیت سے متعلق آگاہی اور طلباء کرام کی حوصلہ افزائی کے لیے احباب سے شرکت کی درخواست ہے

مقابلہ فوراً بعد نماز مغرب شروع ہوگا

مقابلہ میں شریک احباب کو نماز مغرب مرکز ختم نبوت میں پڑھنا لازمی ہوگا

شعبہ نشرواشاعت

رابطہ کمیٹی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

0423-5441166
0300-4304277
0300-4981840